بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام اور ہندوستان میں فرقہ واریت کی ابتدا کب اور کیسے ہوئی؟

پیشکش: صدائے قلب

19 مئی 2021ء

جس دور میں ہم رہ رہے ہیں اس میں چار طرح کے لوگ ہیں:

(1) ایک گروہ ایسا ہے جو فرقہ واریت سے بد ظن ہے اور اس میں زیادہ تر دنیاوی تعلیم یافتہ طبقہ ہے۔ یہ طبقہ کسی بھی فرقہ کو اچھا نہیں سمجھتا اور خود کو فقط مسلمان کہلوانا پسند کرتا ہے۔ اس گروہ کا دینی مطالعہ زیادہ نہیں ہوتا، نہ ہی تاریخی حقائق کے بارے میں معلومات ہوتی ہے۔ تاریخ کا مطالعہ کرنے سے ایک ذی شعور انسان سمجھ جاتا ہے کہ کون سا فرقہ کب وجود میں آیا اور اس کے عقائد کیا تھے، اس فرقے نے اپنے دور میں کیا فتنہ وفساد بھرپا کیے تھے اور اُس دور کے اہل علم حضرات ور حکمرانوں نے کس طرح اس کے فساد کو روکنے کی کوشش کی تھی۔ یوں اس فرقہ واریت کی تاریخی معلومات سے حق و باطل کی پہچان ہو جاتی ہے اور بندہ حق سے محبت اور باطل سے نفرت کرتا ہے، یہ نہیں کہ حق و باطل دونوں سے نفرت کرتا رہے۔

(2) ایک گروہ کا یہ ذہن ہے ہر فرقہ ہی حق پر ہے، سب مل جل کر رہیں، کوئی کسی کو بُرا نہ کہے، جو جس مرضی فرقہ میں رہنا چاہے، اسے رہنے کی اجازت ہے۔ اس طرح کے لوگ زیادہ تر سیاستدان، ویلفیئر ادارے والے اور ایسے صلح کلی مولوی ہوتے ہیں جو اپنا حلقہ احباب بڑھانے اور مشہور ہونے کے لیے سب سے دوستیاں کرتے ہیں۔ اس گروہ میں بعضوں کو دینی و دنیاوی دونوں طرح کا مطالعہ ہوتا ہے، لیکن یہ گروہ مذہب کو اپنے مفاد کے لیے استعمال کرتا ہے۔

(3) ایک بہت بڑا گروہ ایسا ہے کہ جو کسی نہ کسی فرقہ سے منسلک ہے اور وہ اسی فرقے کو حق سمجھتا ہے اگرچہ وہ حقیقت میں گمراہی پر ہو۔ جو گمراہی پر ہیں ان میں اہل علم لوگ بھی ہیں، لیکن وہ دین کو توڑ موڑ کر اس سے اپنے غلط عقائد ثابت کرتے ہیں۔ ان باطل فرقوں سے منسلک عام عوام کو یہ معلوم نہیں کہ ہمارا فرقہ کب وجود میں آیا، اس کا بانی کون تھا، اس کے کیا نظریات تھے۔

(4) ایک طبقہ جو دن بدن بڑھ رہا ہے وہ ایسا ہے جو پریشان ہے، ان میں پڑھے لکھے اور ذی شعور افراد شامل ہیں، جو یہ جاننا چاہتے ہیں کہ حق جماعت کون ہے۔ یہ گروہ فرقہ واریت کی تاریخ کو جان کے حق جماعت کو جاننا چاہتا ہے۔ ویسے تو اس گروہ کے لیے صراط مستقیم کو پہچاننا کوئی مشکل کام نہیں کہ صحابہ کرام اور ان کے بعد میں آنے والی بزرگ ہستیوں کے عقائد و نظریات جان کر انہی پر کاربند ہو جائے۔

الحمدللہ ہر مسلمان صحابہ کرام، تابعین، بزرگان دین رحمہم اللہ سے محبت رکھتا ہے اور ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتا ہے لیکن فرقہ واریت کے اس دور میں یہ نہیں جانتا کہ جن ہستیوں سے میں محبت کرتا ہوں ان کے عقائد و نظریات کیا تھے۔ فرقہ واریت آج کی نہیں ہے یہ صدیوں سے جاری ہے اور اس فرقہ واریت کے حوالے سے ہمارے اسلاف کے واضح ارشادات موجود ہیں اور انہوں نے حق کی نشاندہی کی ہے، جسے پڑھ کر اور اس پر عمل پیرا ہو کر ہم مزید فرقہ واریت کو روک سکتے ہیں۔ اس تحریر کو بغور پڑھنے سے ان شاءاللہ عزوجل قارئین کو بہت معلومات ملنے کے ساتھ ساتھ حق و باطل کی پہچان بھی ہو جائے گی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ عزوجل نے تفرقہ سے منع کیا ہے اور اسلام نے ہمیں صراطِ مستقیم پر چلنے کی تلقین کی ہے۔ آج ہر فرقے والا خود کو مسلمان کہتا اور صراطِ مستقیم پر ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ قادیانی، گستاخِ صحابہ، گستاخِ اہل بیت، منکرینِ حدیث، نیچری سب کے سب خود کو مسلمان کہتے

ہیں۔ پھر عجیب بات یہ ہے کہ جو جتنی فرقہ واریت کی مذمت کرتا ہے، اس کے عقائد و نظریات اتنے ہی قرآن حدیث کے مخالف ہیں اور عام عوام اسے اس وجہ سے پسند کرتی ہے کہ یہ فرقہ واریت والی بات نہیں کرتا بلکہ اس سے دور رہنے کا کہتا ہے، موجودہ دور میں ایسے کئی افراد منظر عام پر ہیں۔

اگر اس طور پر لکھا جائے کہ اسلام میں کونسا فرقہ کب نکلا، کس دور میں عام ہوا تو یہ ایک طویل موضوع ہے۔ اس تحریر میں مختصر ان بنیادی فرقوں کا ذکر کیا جاتا ہے جن سے مزید کئی فرقے نکلے ہیں۔

فرقوں کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئیاں

حضور علیہ السلام اور حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دور میں اسلام میں کوئی فرقہ نہ تھا۔ البتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرقہ واریت کی پیشین گوئی کی تھی اور حق جماعت کے ساتھ کئی گمراہ فرقوں اور مرتدین کی نشاندہی کر کے اپنی امت کو ان گمراہوں سے دور رہنے کا فرمایا تھا چنانچہ احادیث کا انکار کرنے والوں کے حوالے سے آپ علیہ السلام نے فرمایا ”لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ مُتَّكِئًا عَلَى أَرِيكَتِهِ، يَأْتِيهِ الْأَمْرُ مِنْ أَمْرِي مِمَّا أَمَرْتُ بِهِ أَوْ نَهَيْتُ عَنْهُ، فَيَقُولُ لَا أَدْرِي، مَا وَجَدْنَا فِي كِتَابِ اللهِ اتَّبَعْنَاهُ“

ترجمہ: تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ مسہری پر تکیہ لگائے آرام کرتا ہو اور اس کے پاس میرے احکام میں سے کوئی حکم بیان کیا جائے یا میں نے کسی بات کو کرنے سے منع کیا اور وہ اس کے جواب میں یہ کہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کو نہیں مانتے، ہم جو قرآن شریف میں پائیں گے صرف اسی کی پیروی کریں گے۔

(سنن أبي داود، كتاب السنة، باب في لزوم السنة، جلد4، صفحہ200، حدیث4605، المكتبة العصرية، بيروت★سنن الترمذی، ابواب العلم، باب ما نهى عنه أن يقال عند حديث النبي صلى الله عليه وسلم، جلد4، صفحہ334، حدیث2663، دار الغرب الإسلامي، بيروت★سنن ابن ماجه، كتاب الايمان، باب تعظيم حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم، والتغليظ على من عارضه، جلد1، صفحہ6، حدیث13، دار إحياء الكتب العربية، الحلبي)

قادیانیوں اور دیگر نبوت کے جھوٹے دعویداروں کے متعلق مسلم کی حدیث ہے ”عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبٌ مِنْ ثَلَاثِينَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللهِ»“

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہو گی جب تک تیس جھوٹے نبوت کے دعویدار نہ آئیں گے۔ سب یہ گمان کرتے ہوں گے کہ وہ اللہ عزوجل کے رسول ہیں۔

(مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعة، جلد4، صفحہ2239، دار إحياء التراث العربي، بيروت)

صحابہ کرام پر طعن و تشنیع کرنے والے شیعہ فرقہ کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”لا تسبوا أصحابي فإنه يجيء في آخر الزمان قوم يسبون أصحابي فان مرضوا فلا تعودهم وان ماتوا فلا تشهدوهم ولا تناكحوهم ولا توارثوهم ولا تسلموا عليهم ولا تصلوا عليهم“

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ کو گالی نہ دو۔ آخری زمانہ میں ایک قوم آئے گی جو میرے صحابہ کو گالیاں دے گی۔ اگر ایسے لوگ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرو، اگر مر جائے تو جنازہ میں شرکت نہ کرو، ان سے نکاح نہ کرو، ان کو وارث نہ بناؤ، ان سے سلام نہ کرو، ان کی نمازِ جنازہ نہ پڑھو۔ (تاریخ بغداد، جلد8، صفحہ142، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

مسلمانوں کو کافر و مشرک ٹھہرا کر ان کے خلاف جہاد کرنے والے خارجی فرقہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

"اَلْخَوَارِجُ كِلَابُ النَّارِ"

ترجمہ: حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خارجی جہنم کے کُتے ہیں۔

(سنن ابن ماجه، باب في ذكر الخوارج، جلد1، صفحه61، دار إحياء الكتب العربية)

تقدیر کا انکار کرنے والوں کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "صِنْفَانِ مِنْ أُمَّتِي لَيْسَ لَهُمَا فِي الْإِسْلَامِ نَصِيبٌ: اَلْمُرْجِئَةُ، وَالْقَدَرِيَّةُ" ترجمہ: میری امت کے دو گروہ ہیں، جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں مُرجِئَہ اور قدریہ۔

(سنن الترمذی، ابواب القدر، باب ما جاء في القدرية، جلد4، صفحه22، حديث 2149، دار الغرب الإسلامی، بیروت)

مُرجِئَہ فرقہ خوارج کی ضد میں نکلا تھا، ان لوگوں کا قول یہ ہے کہ مومن کو گناہ سے مطلقاً کوئی ضرر نہیں پہنچے گا، جس طرح کافر کو اطاعت سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اس فرقے کا کہنا ہے کہ قرآن شریف میں جہنم کے عذاب کی آیتیں فقط دھمکانے کے لئے ہیں اور جس نے خالی زبان سے "لا الہ الا اللہ" کا اقرار کر لیا تو وہ جنتی ہے، چاہے دل میں اعتقاد نہ ہو اور چاہے نماز وغیرہ نہ پڑھے، اس کے گناہ نہیں لکھے جائیں گے، بلکہ نیکیاں لکھی جائیں گی۔

تقدیر کے متعلق دو گمراہ فرقے گزرے ہیں: ایک قدریہ اور ایک جبریہ۔ قدریہ کا عقیدہ یہ ہے کہ قضاوقدر کچھ چیز نہیں، نہ پہلے کچھ لکھا گیا ہے۔ ہم مستقلاً قادر مطلق ہو کر اعمال کرتے ہیں پھر ان کی تحریر ہوتی ہے۔ یہ عقیدہ سخت بے دینی ہے۔ جبریہ فرقہ کا عقیدہ تھا کہ انسان کچھ بھی نہیں کر سکتا جو کچھ اچھا یا بُرا انسان سے سرزد ہوتا ہے، اس کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے کیونکہ تقدیر میں اس کام کا ہونا یا نہ ہونا اسی نے لکھ دیا تھا، اسی طرح انسان تو محض آلہ ہے اور اسی کے ذریعہ سے ہر اچھے اور بُرے فعل کے ہونے کا ذمہ دار خود اللہ تعالیٰ ہے۔

ان فرقوں کی پیشین گوئی آپ علیہ السلام نے پہلے سے ہی کر دی تھی اور بعد میں بالکل ویسا ہی ہوا اور یہ فرقے وجود میں آئے۔ حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد کچھ لوگ منکرینِ زکوۃ ہو کر مرتد ہوئے، یونہی مسیلمہ کذاب جس نے نبوت کا دعوی کیا ہوا تھا اس کے لوگ پیروکار ہو کر مرتد ہوئے لیکن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس فتنہ کا خاتمہ کر دیا۔

اسلام میں فرقہ واریت کی ابتدا حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے ہوئی ہے۔ بلوائیوں نے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ظالمانہ طریقے سے شہید کیا اور اس کے بعد جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکومت آئی تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ تقاضہ تھا کہ ان باغی بلوائیوں سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا قصاص لیا جائے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی چاہتے تھے کہ قصاص لیا جائے، لیکن ان کا فرمانا تھا کہ ابھی حالات مناسب نہیں، جیسے ہی موقع ملے گا قصاص لیا جائے گا۔

اس دوران اختلافات بڑھتے گئے اور تین گروہ بن گئے:

1۔(اہل سنت)

2۔(اہل تشیع)

3۔(خوارج)

(1)**اہل سنت وجماعت:** یہ کوئی نیا فرقہ نہ تھا بلکہ صحابہ کرام وتابعین کی جماعت پر مشتمل تھا، جن کا موقف یہ تھا کہ حضرت امیر معاویہ بھی صحابی رسول ہیں اور حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا بھی صحابی وامیر المومنین ہیں، دونوں کا ادب واحترام لازم ہے، البتہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر ہیں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجتہادی خطا پر ہیں۔

اہل سنت کا لفظ کوئی نیا نہ تھا بلکہ اس کا ثبوت احادیث سے ثابت ہے۔ تفسیر در منثور میں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ قرآن پاک کی اس آیت ﴿یَّوۡمَ تَبۡیَضُّ وُجُوۡہٌ وَّ تَسۡوَدُّ وُجُوۡہٌ﴾ (ترجمہ کنز الایمان: جس دن کچھ منہ اونجالے (روشن) ہوں گے اور کچھ منہ کالے) کی تفسیر میں فرماتے ہیں

''وَأخرج الْخَطِيب فِي رُوَاة مَالك والديلمي عَن ابْن عمر عَن النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فِي قَوْله تَعَالَى { يَّوۡمَ تَبۡیَضُّ وُجُوۡہٌ وَّ تَسۡوَدُّ وُجُوۡہٌ } قَالَ: تبيض وُجُوه أهل السّنة وَتسود وُجُوه أهل الْبدع وَأخرج أَبُو نصر السجْزِي فِي الْإِبَانَة عَن أبي سعيد الْخُدْرِيّ أَن رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم قَرَأَ { يَّوۡمَ تَبۡیَضُّ وُجُوۡہٌ وَّ تَسۡوَدُّ وُجُوۡہٌ } قَالَ: تبيض وُجُوه أهل الْجَمَاعَات وَالسّنة وَتسود وُجُوه أهل الْبدع والأهواء''

ترجمہ: امام خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک و دیلمی رحمہما اللہ سے روایت کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ عزوجل کے اس فرمان: ''جس دن کچھ منہ روشن ہوں گے اور کچھ منہ کالے'' کے متعلق فرمایا: اہل سنت کے چہرے سفید، اور گمراہ لوگوں کے سیاہ ہوں گے۔ ابو نصر سجزی رحمۃ اللہ علیہ نے ''ابانہ'' میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ نے یہ آیت تلاوت کی ''جس دن کچھ منہ روشن ہوں گے اور کچھ منہ کالے'' فرمایا: اہل سنت وجماعت کے چہرے سفید ہوں گے اور اہل بدعت اور گمراہ لوگوں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ (درمنثور، جلد2، صفحہ291، دار الفکر، بیروت)

ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح الفاظ میں اہل سنت وجماعت کو جنتی گروہ قرار دیا ہے۔

چنانچہ ابو الفتح محمد بن عبد الکریم الشہرستانی (المتوفی 548) رحمۃ اللہ علیہ ''الملل والنحل'' میں لکھتے ہیں ''أخبر النبی علیه السلام: ستفترق أمتی علی ثلاث وسبعین فرقة، الناجية منها واحدة، والباقون هلکی. قيل: ومن الناجية؟ قال: أهل السنة والجماعة. قيل: وما السنة والجماعة؟ قال: ما أنا عليه اليوم وأصحابي''

ترجمہ: نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے خبر دی کہ میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ ایک فرقہ جنتی ہوگا باقی جہنمی۔ کہا گیا کون سا جنتی ہے؟ فرمایا: اہل سنت وجماعت۔ پوچھا گیا: اہل سنت وجماعت کون ہے؟ فرمایا جس پر آج میں اور میرے صحابہ ہیں۔

(الملل والنحل، جلد1، صفحہ11، مؤسسۃ الحلبی)

2۔**اہل تشیع:** یہ کوفیوں کا گروہ تھا جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حق پر سمجھنے کے ساتھ ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بُرا بھلا کہتا تھا، یہ گروہ رفتہ رفتہ حد سے بڑھتا گیا اور حضرت علی واہل بیت کی شان میں مبالغہ آرائی اور صحابہ کرام کے متعلق تنقید کرنا ان کا کام ہو گیا۔

دراصل یہ فرقہ ایک یہودی شخص عبداللہ بن سبا کا ایجاد کردہ ہے۔عبداللہ بن سبا پہلے یہودی تھا بعد میں بظاہر مسلمان ہو گیا۔ اس نے دوسرے منافقین کے ساتھ مل کر نو مسلموں کو فریب دے کر اسلام کے مٹائے ہوئے خاندانی امتیاز اور نسلی عصبیت کو تعلیم اسلامیہ اور مقاصد ایمانیہ کے مقابلے میں پھر زندہ کیا۔ عبداللہ بن سبا نے مدینہ، بصرہ، کوفہ، دمشق اور قاہرہ کے تمام مرکزی شہروں میں تھوڑے تھوڑے دنوں قیام کر کے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف نہایت چالا کی، ہوشیاری اور شرارت سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حقدار خلافت ہونے کو نو مسلم لوگوں میں اشاعت دے کر بنی امیہ اور بنی ہاشم کی پرانی عداوت اور عصبیت کو جو کہ مردہ ہو چکی تھی پھر زندہ کرنے کی کوشش کی۔عبداللہ بن سبا نے سب سے پہلے مدینہ منورہ یعنی دار الخلافہ میں اپنے شر انگیز خیالات کی اشاعت کرنی چاہی، مگر چونکہ یہاں صحابہ کرام کی کثرت اور ان کا اثر غالب تھا، لہٰذا اس کو ناکامی ہوئی اور خود ہاشمیوں نے ہی اس کے خیالات کو سب سے زیادہ مردود قرار دیا۔ مدینہ سے مایوس ہو کر وہ بصرہ پہنچا۔وہاں عراقی وایرانی قبائل کے نو مسلموں میں اس نے کامیابی حاصل کی اور اپنی ہم خیال ایک جماعت بنا کر کوفہ پہنچا۔اس فوجی چھاؤنی میں بھی ہر قسم کے لوگ موجود تھے، یہاں بھی وہ اپنے حسب منشا ایک مفسد جماعت بنانے میں کامیاب ہوا، کوفہ سے دمشق پہنچا وہاں بھی اس نے تھوڑی سی شرارت پھیلائی، لیکن حاکمِ شام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بروقت مطلع ہو جانے سے زیادہ دنوں تک قیام نہ کر سکا۔وہاں سے قاہرہ پہنچ کر اس نے سب سے زیادہ کامیابی حاصل کی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بصرہ و قاہرہ کے فسادی عناصر نے مل کر مدینہ منورہ کی طرف کوچ کیا اور حضرت عثمان کی شہادت کا واقعہ ظہور میں آیا۔ اس فتنہ نے 30 ہجری سے 40 ہجری تک مسلمانوں کو خانہ جنگی میں مصروف رکھ کر اسلام کی تبلیغ واشاعت کے کام کو نقصان پہنچایا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبداللہ بن سبا اور اس کے چیلوں کے فتنوں سے آگاہ تھے، اس لیے آپ گاہے بگاہے ان کے نظریات کی تردید بھی کرتے تھے۔جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ باتیں اٹھنا شروع ہوئیں کہ آپ تمام صحابہ سے افضل ہیں تو حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شد و مد کے ساتھ اس نظریہ کی تردید کی۔

فضائل صحابہ میں امام احمد بن حنبل اور صواعقِ محرقہ میں حضرت ابنِ حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ''لَا يُفَضِّلُنِي أَحَدٌ عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ إِلَّا جَلَدْتُهُ حَدَّ الْمُفْتَرِيْ''

ترجمہ: مجھے ابو بکر و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر فضیلت نہ دو، میں جسے پاؤں گا کہ مجھے ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل کہتا ہے، اسے الزام تراشی کی سزا کے طور پر اسی 80 کوڑے ماروں گا۔ (الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة، جلد 1، صفحہ 177، مؤسسة الرسالة، بیروت)

ابن عساکر سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا'' لایفضلنی احد علیٰ ابی بکر و عمر الا وقد انکرحقی وحق اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم''

ترجمہ: جو مجھے ابو بکر و عمر پر برتری دے گا وہ میرے اور تمام اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق کا منکر ہو گا۔

(جامع الاحادیث بحوالہ ابن عساکر، حدیث 7733، جلد 16، صفحہ 221,222، دار الفکر، بیروت)

ابو طالب عشاری بطریق الحسن بن کثیر عن ابیہ راوی، ایک شخص نے امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: آپ خیر الناس ہیں (یعنی تمام لوگوں سے بہتر ہیں۔) آپ نے فرمایا: تو نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا: ابو بکر کو دیکھا؟ کہا: نہیں۔ فرمایا: عمر کو دیکھا؟ کہا: نہیں۔ حضرت علی نے فرمایا "اما انك لو قلت انك رأیت النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لقتلتك ولو قلت رأیت ابا بکر وعمر لجلدتك" سن لے اگر تو نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے دیکھنے کے بعد پھر مجھے خیر الناس کہتا تو میں تجھے قتل کرتا اور اگر تو ابو بکر و عمر کو دیکھے ہوتا اور مجھے افضل بتاتا تو تجھے حد لگاتا۔

(جامع الاحادیث بحوالہ العشاری، حدیث 7743، جلد 16، صفحہ 225، دار الفکر، بیروت)

مؤید باللہ یحیٰ بن حمزہ زیدی نے اپنی کتاب "طوق الحمامۃ فی مباحث الامامہ" میں سوید بن غفلہ سے روایت نقل کی کہ ایک قوم پر میرا گزر ہوا کہ وہ حقارت کرتے تھے ابو بکر اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی۔ سو خبر دی میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تو کہا کہ ضرور یہ بات ہے کہ یہ جو حقارت انکی ظاہر کرتے ہیں، جانتے ہیں کہ تم اس بات کو پوشیدہ کرتے ہو، اگر یہ نہیں ہے تو ان لوگوں نے ایسی جرأت کہاں سے پائی؟ ان میں سے ایک عبداللہ بن سبا ہے کہ سب سے پہلے اس نے اس امر کو ظاہر کیا ہے۔ پس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مجھ کو کہ خدا اس سے پناہ دے اور ان دونوں (حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق) پر رحم کرے۔ پھر اٹھ کھڑے ہوئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مسجد میں لائے اور منبر پر چڑھ گئے اور ریش مبارک اپنے ہاتھ میں پکڑی کہ وہ سفید تھی، پھر آنسو داڑھی پر بہانے لگے اور نگاہ کرنے لگے مکاناتِ مسجد پر، یہاں تک کہ جمع ہوئے لوگ، پھر خطبہ پڑھا، پھر کہاں کہ "ما بالُ اقوامٍ یذکرون اخَوَیْ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و وزیْرَیہِ وصاحبیہ وسیدی قریشٍ وابوَی المسلمین" یعنی کیا حال ہے اس قوم کا جو ذکر کرتے ہیں دو بھائی اور دو وزیر اور دو رفیقِ رسولِ خدا اور دو سردارانِ قریش اور مسلمانوں کے دو آباء کا "انا بریء مما یذکرون" میں اس بات سے بیزار ہوں جو کچھ وہ ذکر کرتے ہیں۔ "وعلیہ مُعاقِب" اور میں اس بات پر انہیں سزا دوں گا۔ دونوں ساتھی تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے، بکوشش اور وفا اور سعی در حکم خدا حکم کرتے تھے اور باز رکھتے تھے اور جھگڑے چکاتے تھے اور سزا دیتے تھے، حضور علیہ السلام ان کی سی رائے کسی کی نہیں سمجھتے تھے، نہ کسی کو ان کی طرح دوست رکھتے تھے، اس لئے کہ ان کی عادتوں کو حکمِ الٰہی میں خوب خیال کرتے تھے۔ پس وفات پائی حال یہ تھا کہ ان دونوں سے راضی تھے اور سب مسلمان بھی راضی تھے، اس لئے کہ اپنے کام اور دستور میں انہوں نے مسلمانوں سے کچھ فرق نہ کیا، حسبِ مصلحتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کیا۔ ان کی حیات میں بھی اور بعد وفات بھی اسی حال پر اور اسی حال پر دونوں نے وفات پائی، اللہ ان دونوں پر رحمت کرے۔ **قسم ہے اسکی جو دانے کو پھاڑ کر درخت کرتا ہے اور جان کو پیدا کیا، جو مومن بلند درجے والا ہے، وہی ان کا دوست ہے اور دشمن ان کا بے نصیب خارج از دین۔ محبت ان دونوں کی قربت ہے اور بغض ان دونوں کا بے دین۔**

ایک روایت میں ہے کہ **لعنت کرے اللہ اس شخص پر جو دل میں رکھے ان دونوں کی طرف سے سوائے نیکی اور خوبی کے کچھ اور** تو دیکھے گا اس کو انشاءاللہ بہت جلدی۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی ابن سبا کی طرف بھیجا اور اسے مدائن کی جانب نکال دیا اور کہلا بھیجا کہ تو میرے ساتھ ایک شہر میں ہرگز نہ رہ سکے گا۔ (تحفہ اثناء عشریہ، صفحہ 181، انجمن تحفظ ناموس اسلام، کراچی)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالی عنہ نے اگرچہ ابن سبا کو اپنے سے دور کر دیا لیکن پھر بھی وہ فتنے پھیلانے اور باطل عقائد عام کرنے میں مصروف عمل رہا۔ آج پوری دنیا میں جو شیعہ فرقہ موجود ہے ان کے خود ساختہ عقائد میں ابن سبا کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔

شیعوں کے کئی فرقے ہیں، ان کے چند عقائد و نظریات پیش خدمت ہیں:

عقیدہ: شیعہ مذہب کا کلمہ یہ ہے "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفة بلا فصل" ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد اللہ کے رسول، یہی علی اللہ کے ولی اور رسول کے بلا فصل خلیفہ ہیں۔ (برہانِ متعہ ثوابِ متعہ، صفحہ 52)

اس کلمہ کا مطلب ہے کہ شیعہ حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہم کی خلافت کو نہیں مانتے بلکہ حضور علیہ السلام کے بعد بلا فصل خلیفہ حضرت علی المرتضیٰ کو مانتے ہیں اور یہ ان کا بنیادی عقیدہ ہے۔

عقیدہ: شیعہ کے تمام فرقے سوائے زیدیہ خلفائے راشدین یعنی حضرت ابو بکر و عمر و عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خلافت کو نہ ماننے پر متفق ہیں، بلکہ صحابہ کرام پر سب و شتم (یعنی گالی گلوچ و طعن کرنا) ان کا عام شیوہ ہے۔ شیعوں کا ملا باقر مجلسی اپنی کتاب "حق الیقین" میں لکھتا ہے: "امام مہدی ابو بکر و عمر کو قبر سے باہر نکالیں گے۔ وہ اپنی اسی صورت پر تر و تازہ بدن کے ساتھ باہر نکالے جائیں گے۔ پھر فرمائیں گے کہ ان کا کفن اتارو، ان کا کفن حلق سے اتارا جائے گا۔ ان کو اللہ کی قدرت سے زندہ کریں گے اور تمام مخلوق کو جمع ہونے کا حکم دیں گے۔ پھر ابتداء عالم سے لے کر اخیر عالم تک جتنے ظلم اور کفر ہوئے ہیں ان سب کا گناہ ابو بکر و عمر پر لازم کر دیں گے اور وہ اس کا اعتراف کریں گے کہ اگر وہ پہلے دن خلیفہ بر حق (حضرت علی) کا حق غصب نہ کرتے تو یہ گناہ نہ ہوتے۔ پھر ان کو درخت پر چڑھانے کا حکم دیں گے اور آگ کو حکم دیں گے کہ زمین سے باہر آئے اور ان کو درخت کے ساتھ جلائے اور ہوا کو حکم دیں گے کہ ان کی راکھ کو اڑا کر دریاؤں میں گرا دے۔" (حق الیقین، صفحہ 362، مطبوعہ کتاب فروشی اسلامیہ، تہران)

عقیدہ: شیعوں میں ایک فرقہ غالی ہے جن کا عقیدہ ہے کہ علی خدا ہے اور بعضوں نے کہا کہ اللہ تعالی نے پیغام رسالت دیکر جبرائیل کو بھیجا کہ علی رضی اللہ تعالی عنہ کو پیغام رسالت دو، لیکن جبرائیل بھول کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دے گئے۔ (تفسیر عیاشی، جلد 2، صفحہ 101)

عقیدہ: شیعوں کا عقیدہ ہے کہ ہمارے اماموں کا رتبہ حضور علیہ السلام کے علاوہ بقیہ انبیاء علیہم السلام سے زیادہ ہے چنانچہ مجموعہ مجالس میں ہے: "بارہ امام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ بقیہ تمام انبیاء علیہم السلام کے استاد ہیں۔" (مجموعہ مجالس، صفحہ 29، صفدر ڈوگرا، سرگودھا)

عقیدہ: شیعوں کے نزدیک متعہ (چند دنوں کے لئے پیسوں کے عوض صحبت) جائز ہے اور یہ اس کی بہت فضیلت بیان کرتے ہیں۔ شیعہ عالم نعمت اللہ جزائری اپنی کتاب میں لکھتا ہے: "جس نے ایک دفعہ متعہ کیا اس کا درجہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے برابر۔ جس نے دو دفعہ متعہ کیا اس کا درجہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے برابر۔ جس نے تین دفعہ کیا اس کا درجہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے برابر۔ جس نے چار دفعہ متعہ کیا اس کا درجہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہو جاتا ہے۔" (انوار نعمانیہ، صفحہ 237)

عقیدہ: روافض کا عقیدہ ہے کہ جب تک اولاد علی رضی اللہ عنہ کے مخالفوں پر لعنت نہ کرے اس کا نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔

(ماخوذ از تمہید ابو شکور سالمی، نواں قول، صفحہ 375، فرید بک سٹال، لاہور)

شیعہ لوگ حضرت علی المرتضیٰ اور ان کے اولاد کے مخالفوں میں سر فہرست صحابی رسول حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شمار کرتے ہیں اور معاذ اللہ ان کا نام لے کر ان پر لعن طعن کرتے ہیں۔

عقیدہ: شیعوں میں ''تقیہ'' یعنی جھوٹ ان کے دین کا حصہ ہے چنانچہ اہل تشیع کی انتہائی معتبر کتاب ''اصول کافی'' میں مستقل باب تقیہ کے لیے مخصوص ہے اور اس کو اصول دین میں شمار کیا ہے۔ اس میں لکھا ہے ''عن ابن ابی عمیر الاعجمی قال قال لی ابو عبد اللہ علیہ السلام یا اباعمیر ان تسعة اعشار الدین فی التقیة ولا دین لمن لا تقیة له'' یعنی حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک شیعہ ابن ابی عمیر الاعجمی سے فرمایا کہ دین میں نوے فیصد تقیہ اور جھوٹ بولنا ضروری ہے اور فرمایا کہ جو تقیہ نہیں کرتا وہ بے دین ہے۔ (اصول کافی، صفحہ 482)

عقیدہ: شیعوں کا ایک فرقہ اسماعیلی ہے جسے آغاخانی کہا جاتا ہے ان کا کہنا ہے کہ ہمارے مذہب میں پانچ وقت نماز نہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ روزہ اصل میں کان، آنکھ اور زبان کا ہوتا ہے، کھانے پینے سے روزہ نہیں جاتا بلکہ روزہ باقی رہتا ہے۔ ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ حج ادا کرنے کی بجائے ہمارے امام کا دیدار کافی ہے۔ حج ہمارے لئے فرض نہیں اسلئے کہ زمین پر خدا کا روپ صرف حاضر امام ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ زکوٰۃ کی بجائے ہم اپنی آمدنی میں دو آنہ فی روپیہ کے حساب سے فرض سمجھ کر جماعت خانوں میں دیتے ہیں جس سے زکوٰۃ ہو جاتی ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ گناہوں کی معافی امام کی طاقت میں ہے۔ آغاخانیوں کا سلام یا علی مدد ہے اور اس کا جواب مولا علی مدد ہے۔ (ساٹھ زہریلے سانپ، صفحہ 71,72، تنظیم اہل سنت کراچی)

عقیدہ: شیعوں کے کئی گروہوں کا عقیدہ ہے کہ موجودہ قرآن مکمل نہیں ہے اس میں تحریفات ہیں، کئی آیات جو حضرت علی اور اہل بیت کے متعلق نازل ہوئی تھیں وہ نکال دی گئی ہیں۔ ان کا نظریہ ہے کہ امام مہدی جب آئیں گے تو وہ صحیح مکمل قرآن پاک لائیں گے۔ قرآن پاک میں ازواج مطہرات کے متعلق نازل ہوئی آیت کے متعلق شیعہ ذاکر فرمان علی لکھتا ہے: ''اگر اس آیت کو درمیان سے نکال لو اور ماقبل و مابعد کو ملا کر پڑھو تو کوئی خرابی نہیں ہوتی بلکہ اور ربط بڑھ جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت اس مقام کی نہیں بلکہ خواہ مخواہ کسی خاص غرض سے داخل کی گئی ہے۔''
(تفسیر قرآن، صفحہ 674، مصباح القرآن ٹرسٹ، لاہور)

3۔ خوارج: خارجی فرقہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں نکلا۔ یہ فرقہ اپنے سوا تمام مسلمانوں کو مشرک سمجھتا تھا اور آج بھی سمجھتا ہے۔ یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمیت صحابہ کرام تابعین کو بھی مشرک سمجھتے اور ان کے خلاف جہاد کرتے تھے۔ یہ خارجی اس بات پر گمراہ ہوئے کہ جب واقعہ صفّین میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو موسیٰ اشعری کو حاکم بنایا تو خارجیوں نے کہا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معاذ اللہ شرک کیا۔ حاکم صرف رب کی ذات ہے۔ اور دلیل میں یہ آیت پڑھتے تھے ﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ﴾ ترجمہ: حکم نہیں مگر اللہ کا۔
(سورۃ الانعام، سورت 6، آیت 57)

کنزالعمال میں علی المتقی اور الإبانۃ الکبری لابن بطۃ میں ابو عبد اللہ عبید اللہ بن محمد المعروف بابن بَطَّۃ العکبری (المتوفی 387ھ) روایت کرتے ہیں ”عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا حَكَّمَ عَلِيٌّ رضی اللہ تعالیٰ عنه الْحَكَمَيْنِ، قَالَتْ لَهُ الْخَوَارِجُ: حَكَّمْتَ رَجُلَيْنِ. قَالَ: مَا حَكَّمْتُ مَخْلُوقًا، إِنَّمَا حَكَّمْتُ الْقُرْآنَ“

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کو حکم بنایا تو خوارج نے اعتراض کیا کہا کہ آپ نے دو انسانوں کو حکم بنایا۔ حضرت علی نے فرمایا کہ میں نے درحقیقت مخلوق کو نہیں بلکہ قرآن کو حکم بنایا ہے۔

(الإبانۃ الکبری لابن بطۃ، باب اتضاح الحجۃ۔۔۔، جلد6، صفحہ38، حدیث 231، دار الرایۃ، الریاض)

پھر یہ خارجی قرآن پاک کی آیات کو توڑ موڑ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشرک ثابت کرتے تھے۔ کنزالعمال میں ہے ”عن علی أنه أتاه رجل من الخوارج فقال ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرَ ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ﴾ أليس كذلك؟ قال بلى فانصرف عنه ثم قال ارجع أي قال إنما نزلت في أهل الكتاب“

ترجمہ: ایک خارجی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور یہ آیت پیش کی: سب خوبیاں اللہ کو جس نے آسمان اور زمین بنائے اور اندھیریاں اور روشنی پیدا کی اس پر کافر لوگ اپنے رب کے برابر ٹھہراتے ہیں۔ پھر کہا: کیا ایسا نہیں ہے؟ حضرت علی نے فرمایا: کیوں نہیں۔ جب خارجی جانے لگا تو حضرت علی نے اسے واپس بلایا اور کہا یہ آیت اہل کتاب کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

(کنزالعمال، کتاب الاذکار، فصل فی تفسیر، سورۃ الأنعام، جلد2، صفحہ 520، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

یعنی خارجی نے پہلے حضرت علی کو مشرک ثابت کرتے ہوئے یہ آیت پیش کی، پھر آپ نے یہ واضح کر دیا کہ یہ آیت اہل کتاب کے متعلق ہے، اسے مجھ پر منطبق نہ کرو۔ خارجی حضرت علی کو معاذ اللہ مشرک ٹھہراتے ہوئے آپ کے سامنے نعرے لگاتے تھے۔

تاریخ طبری میں ہے ”عن كثير بن الحضرمي، قال قام علي في الناس يخطبهم ذات يوم، فقال رجل من جانب المسجد لا حكم إلا لله، فقام آخر فقال مثل ذلك، ثم توالى عدة رجال يحكمون، فقال علي الله أكبر، كلمة حق يلتمس بها باطل“

ترجمہ: کثیر بن حضرمی سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو خطبہ دینے کیلئے کھڑے ہوئے تو مسجد کی ایک جانب سے ایک خارجی شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا ”لا حُكمَ الا لِلّٰه“ پھر دوسرا کھڑا ہوا اس نے بھی ایسا کہنا شروع کر دیا۔ اس طرح پے درپے کئی خارجی یہی نعرہ لگاتے کھڑے ہو گئے۔ آپ نے ان کے اس رویے پر فرمایا اللہ اکبر یہ کلمہ تو ٹھیک ہے لیکن اس سے جو (شرک کا) استدلال ہے وہ باطل ہے۔

(تاریخ الطبری، الجزء الخامس، جلد5، صفحہ73، دار التراث، بیروت)

جس طرح آج خارجی قوم مسلمانوں کو مشرک ثابت کر کے شہید کرتی ہے، مزاروں کو شہید کرنے کو ثواب عظیم سمجھتی اور اس کو حصولِ جنت کا ذریعہ خیال کرتی ہے، پہلے خارجی بھی ایسے ہی عقائد کے حامل تھے۔ جب جنگ نہروان کے وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں سمجھایا کہ تم لوگوں کا یہ سمجھنا کہ ہمیں قتل کرنا تمہارے لئے حلال ہے درست نہیں، ہم کلمہ پڑھنے والوں کا خون کرنا کیسے حلال ہو سکتا ہے؟ اس وقت خارجیوں

نے ایک دوسرے کو کہا" لا تخاطبوھم، ولا تکلموھم، وتھیؤا للقاء الرب، الرواح الرواح إلی الجنة"یعنی ان کی بات سنو نہ ان سے کلام کرو، اپنے رب سے ملاقات کرنے کی تیاری کرو۔ چلو چلو جنت کی طرف چلو۔ (تاریخ الطبری، الجزء الخامس، جلد 5، صفحہ 85، دار التراث، بیروت)

خارجیوں نے حضرت علی المرتضیٰ اور صحابہ کرام وتابعین کے خلاف جنگ کی جس کا نام "نہروان" ہے۔ جنگ نہروان میں خارجیوں کی عبرتناک شکست کے موقع پر بھی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خبر دے دی تھی کہ یہ خارجی ابھی ختم نہیں ہوئے بلکہ آگے بھی آتے رہیں گے۔

البدایۃ والنہایۃ میں ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر (التوفی 774ھ) لکھتے ہیں "عَنِ الرَّيَّانِ بْنِ صِبْرَةَ الْحَنَفِيِّ قَالَ: شَهِدْنَا النَّهْرَوَانَ مَعَ عَلِيٍّ، فَلَمَّا وَجَدَ الْمُخْدَجَ سَجَدَ سجدة طويلة۔۔۔ يَقُولُونَ: اَلْحَمْدُ لله يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِي قَطَعَ دَابِرَهُمْ. فَقَالَ عَلِيٌّ: كَلَّا وَاللهِ إِنَّهُمْ لَفِي أَصْلَابِ الرِّجَالِ وَأَرْحَامِ النِّسَاءِ "ترجمہ: حضرت ریان بن صبرہ حنفی سے مروی ہے: ہم نہروان میں حضرت علی المرتضیٰ کے ساتھ تھے۔ جب مخدج (خارجیوں کا سردار) مل گیا تو حضرت علی المرتضیٰ نے لمبا سجدہ کیا۔ مسلمانوں نے کہا: اللہ عزوجل کے لئے حمد ہے اے امیر المومنین جس نے ان خارجیوں کو ختم فرمایا۔ حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا: نہیں، اللہ عزوجل کی قسم یہ اپنے باپوں کے صلبوں اور ماؤں کے رحموں میں موجود ہیں۔

(البدایۃ والنہایۃ، ثم دخلت سنۃ سبع وثلاثین، ذکر مسیر أمیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ إلی الخوارج، جلد 7، صفحہ 289، دار الفکر، بیروت)

خارجیوں کے جہاد میں خارجیہ عورتوں کا بھی بہت عمل دخل رہا ہے جیسا موجودہ دور میں بھی خارجیہ عورتیں جہاد اور شرک وبدعت کے عنوان پر بہت بھاگ دوڑ والی ہوتی ہیں۔ ان عورتوں کا نام نہاد جہاد میں شرکت کر کے خارجیوں سے زنا کروانا بھی ثابت ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ کو شہید کروانے میں ایک خارجیہ عورت کا بھی ہاتھ تھا۔ المنتظم فی تاریخ الامم والملوک میں جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد الجوزی (التوفی 597ھ) لکھتے ہیں "ان عَبْد الرَّحْمَنِ بن ملجم رأى امرأة من تيم الرباب يقال لها: قطام، كانت من أجمل النساء، ترى رأى الخوارج، قد قتل قومها على هذا الرأي يوم النهروان، فلما أبصرها عشقها فخطبها، فقالت: لا أتزوجك إلا على ثلاثة آلاف، وقتل علي بن أبي طالب، فتزوجها على ذلك، فلما بنى بها قالت: يا هذا قد فرغت فافرغ، فخرج ملتبسا سلاحه، وخرجت فضربت له قبة في المسجد، وخرج علي رضي الله عنه يقول: الصلاة الصلاة، فاتبعه عَبْد الرَّحْمَنِ فضربه بالسيف على قرن رأسه"

ترجمہ: عبد الرحمن بن ملجم نے تیم الرباب کی ایک عورت کو دیکھا جس کو قطام کہا جاتا تھا۔ وہ بہت خوبصورت عورت اور خارجیہ تھی۔ اس عورت کی قوم کو خارجی عقیدہ کی وجہ سے حضرت علی المرتضیٰ نے یوم نہروان کو قتل کیا تھا۔ جب ابن ملجم نے اس عورت کو دیکھا تو اسے اس عورت سے عشق ہو گیا، اس نے نکاح کا پیغام بھیجا۔ قطام نے کہا میں تم سے دو شرطوں پر نکاح کروں گی پہلی شرط ہے کہ حق مہر تین ہزار ہوگا اور دوسری شرط ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کو شہید کیا جائے۔ ابن ملجم نے ان شرائط کے ساتھ اس سے نکاح کر لیا۔ جب اس عورت کے ساتھ صحبت ہو گئی تو قطام نے کہا میں نے اپنا عہد پورا کیا اب تو بھی اپنا عہد پورا کر۔ ابن ملجم اسلحہ لے کر نکلا اور یہ عورت بھی اس کے ساتھ گئی اور اس نے اس کے لیے مسجد میں ایک خیمہ لگوایا۔ حضرت علی المرتضیٰ لوگوں کو فجر کی نماز کے لئے جگاتے ہوئے یہ کہتے ہوئے نکلے: الصلوٰۃ الصلوٰۃ۔ عبد الرحمن ان کے پیچھے ہوا اور ان کے سر پر تلوار مار دی۔

(المنتظم فی تاریخ الأمم والملوک، وفی ہذہ السنۃ اجتمعت الخوارج علی حرب علی۔۔، لد 5، صفحہ 174، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

ابن ملجم خارجی بدبخت اس قدر قرآن کی تلاوت کرنے والا تھا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالی عنہ کو شہید کرتے وقت بھی قرآن پڑھ رہا تھا۔ المنتظم فی تاریخ الاُمم والملوک میں جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمن بن علی بن محمد الجوزی (المتوفی 597ھ) لکھتے ہیں" وذكر أبو الحسن المدائنی أن ابن ملجم لما ضرب علی بن أبی طالب، قَالَ ابن ملجم: وَمن النَّاسِ مَنْ يَشْرِی نَفْسَهُ ابْتِغاءَ مَرْضاتِ الله، وآخر ما تكلم به علی رضی الله عنه فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقالَ ذَرَّةٍ خَيْراً يَرَهُ وَمن يَعْمَلْ مِثْقالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ"

ترجمہ: ابوالحسن مدائنی نے ذکر کیا کہ جب ابن ملجم نے حضرت علی بن ابی طالب پر تلوار کا وار کیا تو ابن ملجم نے قرآن کی یہ آیت پڑھی: اور کوئی آدمی اپنی جان بیچتا ہے اللہ کی مرضی چاہنے میں۔ جواباً حضرت علی المرتضیٰ نے جو آخری کلام فرمایا وہ یہ آیت تھی: جو ایک ذرہ بھر نیکی کرے وہ اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرّہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا۔ (المنتظم فی تاریخ الأمم والملوک، علی بن أبی طالب رضی الله عنه، جلد5، صفحه179، دار الکتب العلمية، بيروت)

ابن ملجم خارجی کو جب بطور قصاص قتل کیا گیا اس وقت بھی یہ قرآن پڑھ رہا تھا۔ الوافی بالوفیات میں صلاح الدین خلیل بن ایبک بن عبد اللہ الصفدی (المتوفی 764ھ) لکھتے ہیں" قيل إنه قطعت يداه ورجلاه ولم يتأوه بل يتلو القرآن فلما أرادوا قطع لسانه امتنع عن إخراجه فتعبوا فی ذلك فقيل له قطعت يداك ورجلاك وما ألمت ولا امتنعت فما هذا الامتناع من قطع لسانك فقال لئلا تفوتنی تلاوة القرآن شيئا وأنا حی فشقوا شدقه وأخرجوا لسانه بكلاب وقطعوه"

ترجمہ: کہا جاتا ہے کہ جب ابن ملجم کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے تو اس نے آہ و بکا نہ کی بلکہ قرآن پڑھتا رہا۔ جب اس کی زبان کاٹنے کا ارادہ کیا تو اس نے اس سے منع کر دیا۔ لوگ اس پر حیران ہوئے اور ابن ملجم سے کہا گیا تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے لیکن تمہیں نہ درد ہوا اور نہ تم نے منع کیا تو اب زبان کاٹتے وقت کیوں منع کر رہے ہو؟ ابن ملجم نے کہا اس لئے کہ میں قرآن پڑھنے سے محروم ہو جاؤں گا جبکہ میں زندہ ہوں۔ تو انہوں نے اس کے جبڑے کو پھاڑ کر میخ کے ساتھ اس کی زبان باہر نکالی اور اس کو کاٹ دیا۔ (الوافی بالوفيات، عبد الرحمن بن ملجم، جلد18، صفحه172، دار إحياء التراث، بيروت)

خارجیوں کے عقائد اور ان کی چند نشانیاں

موجودہ دور کے خارجی بھی قرآن کی بہت تلاوت کرنے والے ہیں، بڑی خوبصورت آواز میں قراءت کرتے ہیں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے سے ہی اس گروہ کی نشاندہی کر دی تھی کہ یہ دین اسلام سے نکل جائیں گے۔ بخاری شریف میں ہے "يَخْرُجُ فِيكُمْ قَوْمٌ تَحْقِرُونَ صَلاَتَكُمْ مَعَ صَلاَتِهِمْ، وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ، وَعَمَلَكُمْ مَعَ عَمَلِهِمْ، وَيَقْرَءُونَ القُرْآنَ لاَ يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ"

ترجمہ: ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا تم میں سے ایک گروہ ایسا نکلے گا جس کی نمازوں، روزوں اور اعمال کے سامنے تم اپنی نمازوں، روزوں اور اعمال کو حقیر جانو گے۔ وہ قرآن بہت پڑھیں گے جو ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا۔ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکلتا ہے۔

(صحيح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب إثم من راءی بقراءة القرآن أو تأكل به أو فخر به، جلد6، صفحه197، دار طوق النجاة، مصر)

احادیث و آثار میں خوارج کے عقائد و نظریات کی شدید تردید کی گئی ہے اور ان کی واضح نشانیاں بیان کی گئی ہیں۔احادیث و تاریخ کی کتب کے حوالہ سے اس پر کچھ کلام ملاحظہ ہو:

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں "أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ الْبَصْرِيُّ الْحَرَّانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ الْأَزْرَقِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ شِهَابٍ، قَالَ: كُنْتُ أَتَمَنَّى أَنْ أَلْقَى رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَسْأَلُهُ عَنِ الْخَوَارِجِ، فَلَقِيتُ أَبَا بَرْزَةَ فِي يَوْمِ عِيدٍ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَقُلْتُ لَهُ: هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ الْخَوَارِجَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأُذُنِي، وَرَأَيْتُهُ بِعَيْنِي، أُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ فَقَسَمَهُ، فَأَعْطَى مَنْ عَنْ يَمِينِهِ، وَمَنْ عَنْ شِمَالِهِ، وَلَمْ يُعْطِ مَنْ وَرَاءَهُ شَيْئًا، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ وَرَائِهِ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، مَا عَدَلْتَ فِي الْقِسْمَةِ رَجُلٌ أَسْوَدُ مَطْمُومُ الشَّعْرِ عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَبْيَضَانِ، فَغَضِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَضَبًا شَدِيدًا وَقَالَ: وَاللهِ لَا تَجِدُونَ بَعْدِي رَجُلًا هُوَ أَعْدَلُ مِنِّي، ثُمَّ قَالَ: يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ كَأَنَّ هَذَا مِنْهُمْ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، سِيمَاهُمُ التَّحْلِيقُ، لَا يَزَالُونَ يَخْرُجُونَ حَتَّى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ مَعَ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ، وَالْخَلِيقَةِ"

ترجمہ: شریک بن شہاب سے روایت ہے کہ مجھ کو تمنا تھی کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی صحابی سے ملاقات کروں اور ان سے خوارج کے بارے میں معلومات لوں، تو عید کے دن صحابہ کی ایک جماعت میں حضرت ابو برزہ سے میری ملاقات ہوئی۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ خوارج کے متعلق سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا جی ہاں۔ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے کان سے سنا ہے اور میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں کچھ مال آیا، آپ علیہ السلام نے وہ مال ان حضرات کو تقسیم فرمادیا جو کہ دائیں جانب اور بائیں جانب تھے اور جو پیچھے کی طرف تھے ان کو کچھ عطاء نہیں فرمایا۔ چنانچہ ان میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ نے مال انصاف سے تقسیم نہیں فرمایا۔ وہ ایک کالے رنگ کا شخص تھا کہ جس کا سر منڈا ہوا تھا اور وہ دو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ یہ بات سن کر آپ علیہ السلام بہت سخت ناراض ہو گئے اور فرمایا اللہ کی قسم! تم لوگ میرے بعد مجھ سے بڑھ کر کسی دوسرے کو انصاف سے کام لیتے ہوئے نہیں پاؤ گے۔ پھر فرمایا: آخر دور میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے یہ آدمی بھی ان میں سے ہے کہ وہ لوگ قرآن کریم کی تلاوت کریں گے لیکن قرآن کریم ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ لوگ دائرہ اسلام سے اس طریقہ سے خارج ہوں گے کہ جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ ان کی نشانی یہ ہے کہ وہ لوگ سر منڈے ہوئے ہوں گے۔ ہمیشہ نکلتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ دجال ملعون کے ساتھ نکلے گا۔ جس وقت ان لوگوں سے ملاقات کرو تو ان کو قتل کر ڈالو۔ وہ لوگ بد ترین لوگ ہیں اور تمام مخلوقات سے بُرے انسان ہیں۔

(سنن النسائی، کتاب تحریم الدم، من شہر سیفہ۔۔، جلد 7، صفحہ 119، حدیث 4103، مکتب المطبوعات الإسلامية، حلب)

اسی مضمون کی حدیث بخاری شریف میں کچھ یوں ہے "إِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا، أَوْ: فِي عَقِبِ هَذَا قَوْمًا يَقْرَءُونَ القُرْآنَ لاَ يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يَقْتُلُونَ أَهْلَ الإِسْلاَمِ وَيَدَعُونَ أَهْلَ الأَوْثَانِ، لَئِنْ أَنَا أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ"

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کی نسل سے کچھ لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے اور قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا اور اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے، وہ لوگ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے، اگر میں ان کا زمانہ پالوں تو ان لوگوں کو قوم عاد کی طرح قتل کر دوں۔ (صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، جلد4، صفحہ 137، دار طوق النجاۃ، مصر)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا یہ شخص خارجیوں کا امام ذوالخویصرہ تمیمی تھا۔ اس کے بعد ایک پورا گروہ خوارج کا اس طریق پر چلا۔ احادیث میں ان لوگوں کو قتل کرنے کا فرمایا گیا حالانکہ وہ بظاہر کلمہ گو تھے۔ سنن النسائی کی حدیث پاک ہے ”فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ، وَالْخَلِيقَةِ“ یعنی جب تم ان کو پاؤ تو ان کو قتل کرو۔ وہ مخلوق میں بدترین ہیں۔

(سنن النسائی، کتاب تحریم الدم، من شہر سیفہ۔۔۔ جلد7، صفحہ 119، حدیث 4103، مکتب المطبوعات الإسلامية، حلب)

بلکہ بخاری شریف کی حدیث پاک میں آپ علیہ السلام کا ارشاد یوں مذکور ہے ”لَئِنْ أَنَا أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ“

ترجمہ: اگر میں ان کو پاتا تو ان لوگوں کو قوم عاد کی طرح قتل کرتا۔

(صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، جلد4، صفحہ 137، دار طوق النجاۃ، مصر)

جہاں خارجیوں کو قتل کرنا عام کفار کو قتل کرنے سے زیادہ ثواب ہے وہیں خارجیوں کے ہاتھوں شہید ہونے پر بشارتیں دی گئی ہیں۔ امام ابوداؤد نے باب باندھا” باب فی قتال الخوارج “اس میں یہ حدیث پاک روایت کی ”حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَاصِمٍ الْأَنْطَاكِيُّ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، وَمُبَشِّرٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْمَاعِيلَ الْحَلَبِيَّ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو، قَالَ: يَعْنِي الْوَلِيدَ حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو، قَالَ: حَدَّثَنِي قَتَادَةُ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي اخْتِلَافٌ وَفُرْقَةٌ، قَوْمٌ يُحْسِنُونَ الْقِيلَ وَيُسِيئُونَ الْفِعْلَ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لَا يَرْجِعُونَ حَتَّى يَرْتَدَّ عَلَى فُوقِهِ، هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ، طُوبَى لِمَنْ قَتَلَهُمْ وَقَتَلُوهُ، يَدْعُونَ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ وَلَيْسُوا مِنْهُ فِي شَيْءٍ، مَنْ قَاتَلَهُمْ كَانَ أَوْلَى بِاللَّهِ مِنْهُمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا سِيمَاهُمْ؟ قَالَ: التَّحْلِيقُ“

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عنقریب میری امت میں اختلاف اور تفرقہ ہوگا۔ ایک قوم (خارجی) باتیں اچھی اور اعمال بُرے کرے گی۔ قرآن پڑھے گی لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔ دین سے اس طرح نکل جائے گی جیسے تیر کمان سے نکلتا ہے، وہ نہیں پلٹیں گے یہاں تک کہ تیر کمان میں پلٹ آئے۔ وہ مخلوق میں بدترین قوم ہوگی۔ خوشخبری ہے اس کے لئے جو اس قوم کو قتل کرے یا اس کے ہاتھوں شہید ہو۔ یہ قوم قرآن کی طرف بلائے گی لیکن ان کے پاس قرآن کا کچھ نہ ہوگا۔ جو ان کو قتل کرے وہ اللہ عزوجل کے ہاں بلند مرتبے والا ہے۔ صحابہ نے عرض: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قوم کی نشانی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: سر منڈوانا۔ (سنن أبی داود، کتاب السنة، باب فی قتال الخوارج، جلد4، صفحہ 243، حدیث 4765، المکتبة العصرية، بیروت)

ایک روایت کے مطابق جو مسلمان مجاہد ان خارجیوں کے ہاتھوں شہید ہو اسے دیگر شہداء سے آٹھ گنا زیادہ فضیلت ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے ”عَنْ كَعْبٍ، قَالَ: الَّذِي تَقْتُلُهُ الْخَوَارِجُ لَهُ عَشَرَةُ أَنْوَارٍ، فُضِّلَ ثَمَانِيَةُ أَنْوَارٍ عَلَى نُورِ الشُّهَدَاءِ“

ترجمہ: حضرت کعب نے فرمایا: جس کو خارجی شہید کردیں اس کے لئے دس نور ہیں۔اسے دیگر شہداء کے نور کے مقابلہ آٹھ انوار کی فضیلت دی گئی ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجمل، ماذکر فی الخوارج، جلد7، صفحہ557، حدیث37911، مکتبۃ الرشد، الریاض)

خارجی چونکہ قرآن وحدیث کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں اس لئے حاکم اسلام کاان کو ختم کرنا مشرک کو ختم کرنے سے زیادہ ضروری ہے کہ ایک مسلمان مشرک سے تو محتاط رہتا ہے لیکن کلمہ گو گمراہ کے فتنوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے ''عَنْ عَاصِمِ بْنِ شُمَيْخٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: وَيَدَاهُ هَكَذَا يَعْنِي تَرْتَعِشَانِ مِنَ الْكِبَرِ: لَقِتَالُ الْخَوَارِجِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ قِتَالِ عِدَّتِهِمْ مِنْ أَهْلِ الشِّرْكِ''

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: خارجیوں کا قتل کرنا میرے نزدیک مشرکوں کو قتل کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجمل، ماذکر فی الخوارج، جلد7، صفحہ553، حدیث37886، مکتبۃ الرشد، الریاض)

خارجی شروع سے ہی بتوں والی آیات مسلمانوں پر منطبق کرکے انہیں مشرک ثابت کرکے ان پر جہاد کرتے رہے ہیں جیسا کہ انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معاذاللہ مشرک ٹھہرایااور صحابہ وتابعین پر جہاد کیا۔ صحابی رسول حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خارجیوں کی اس عادتِ بد کا تذکرہ کرتے ہیں۔امام بخاری نے باب باندھا''بَابُ قَتْلِ الخَوَارِجِ وَالمُلْحِدِينَ بَعْدَ إِقَامَةِ الحُجَّةِ عَلَيْهِمْ''اس میں حدیث پاک نقل کی ''وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ، يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللهِ، وَقَالَ: إِنَّهُمُ انْطَلَقُوا إِلَى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الكُفَّارِ، فَجَعَلُوهَا عَلَى المُؤْمِنِينَ''

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوارج کو مخلوق میں سب سے بدتر جانتے تھے اور انہوں نے فرمایا: انہوں نے کفار کے متعلق نازل ہوئی آیتوں کو مسلمانوں پر منطبق کردیا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب استتابۃ المرتدین والمعاندین وقتالھم، باب قتل الخوارج والملحدین بعد إقامۃ الحجۃ علیھم، جلد9، صفحہ16، دار طوق النجاۃ، مصر)

موجودہ دور میں بھی یہ خارجی بتوں کے متعلق آیات کو مزاراتِ اولیاء پر منطبق کرکے مسلمانوں کو مشرک قرار دیتے ہیں۔

ان چند احادیث سے خارجیوں کی درج ذیل نشانیاں ثابت ہوئیں:

(1) خارجی قرآن بہت پڑھے گے لیکن اس پر عمل پیرا نہ ہوں گے۔

(2) وہ قرآن پڑھنے، عبادات کرنے کے باوجود گمراہ ہوں گے۔ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔

(3) ان کی نشانی یہ ہے کہ وہ لوگ سر منڈے ہوئے ہوں گے۔ ضروری نہیں کہ ہر خارجی گنجا ہو لیکن خارجیوں کی یہ نشانی آج بھی کافی حد تک موجود ہے کہ یہ گنجے ہوتے ہیں۔

(4) یہ ہمیشہ ہر دور میں نکلتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ دجّال کذاب کی حمایت میں نکلے گا۔

(5) خارجی اگرچہ کلمہ پڑھیں، قرآن پڑھیں، بڑے عبادت گزار ہوں، ان کی عبادت پر نہ جاؤ بلکہ ان کی تردید کرو۔

(6) خارجی اہل ایمان نہیں بلکہ بدترین لوگ ہیں اور تمام مخلوقات سے برے انسان ہیں۔

(7) یہ بت پرستوں کفار کے خلاف جہاد نہیں کریں گے بلکہ مسلمانوں کو کافر ومشرک قرار دے کر ان کا قتل عام کریں گے۔

(8) خارجیوں کے سردار کا مکروہ چہرہ ہونا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ بھی اسی طرح ہوں گے کہ ان کی شکلیں دیکھ کر خوف آئے گا، ان کے چہروں پر رونق و نورانیت نہ ہو گی بلکہ سختی اور کراہت جھلکے گی۔

(9) ان خارجیوں کے خلاف جہاد کرنا چاہیے۔ (جیسا کہ حال ہی میں پاک فوج نے ضرب عضب کے نام پر ان خارجیوں کو نیست و نابود کیا ہے)

فرقہ واریت کے دور میں ہمارے بزرگ خود کو کیا کہتے تھے؟

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بعد میں فرقہ واریت اور زیادہ ہوتی رہی جس میں کئی فرقے آئے اور ختم ہوتے رہے لیکن ان تمام فرقوں میں وہی بنیادی تین فرقے ہی قائم رہے اور ان میں اہل سنت و جماعت گروہ ہمیشہ تعداد میں زیادہ رہا اور صحابہ کرام و تابعین اور بعد میں آنے والی بزرگ ہستیاں اسی کے ساتھ وابستہ رہیں اور تابعین وائمہ کرام واضح طور پر اپنے آپ کو اہل سنت کہتے تھے اور اس سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے تھے۔

شرح فقہ اکبر میں ہے "سئل ابوحنيفة رحمه الله عن مذهب اهل السنة والجماعة فقال ان تفضل الشيخين: اى ابابكر وعمر رضى الله تعالى عنهما وتحب الختنين: اى عثمان وعلياً رضى الله تعالى عنهما، ان ترى المسح على الخفين"

ترجمہ: امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مذہب اہل سنت و جماعت کی پہچان کا پوچھا گیا فرمایا: سنّیت یہ ہے کہ تو ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیگر صحابہ سے افضلیت دے اور حضرت عثمان غنی و علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے محبت کرے اور موزوں پر مسح کرے۔

(شرح فقہ اکبر، صفحہ 76، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

یہی امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے چنانچہ مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ میں ہے "سئل أنس بن مالك رضى الله تعالى عنه عن علامات أهل السنة والجماعة فقال أن تحب الشيخين، ولا تطعن الختنين، وتمسح على الخفين"

ترجمہ: امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اہل سنت و جماعت کی علامات کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: اہل سنت ہونے کی علامت یہ ہے کہ تو ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے محبت کرے اور عثمان غنی و علی المرتضیٰ پر طعن نہ کرے اور موزوں پر مسح کرے۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الطہارت، جلد 2، صفحہ 472، دار الفکر، بیروت)

حقیقۃ السنۃ والبدعۃ میں عبد الرحمن بن أبی بکر جلال الدین السیوطی (المتوفی 911ھ) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں "هذه عقيدة أهل السنة والجماعة أحيانا الله وأماتنا عليها وجنبنا البدع ما ظهر منها وما بطن"

ترجمہ: یہی عقیدہ اہل سنت و جماعت ہے۔ اللہ عزوجل اس پر ہمیں زندہ رکھے اور اسی پر موت عطا فرمائے اور ہمیں بدعت سے ظاہر و باطن طور پر محفوظ رکھے۔

(حقیقۃ السنۃ والبدعۃ، صفحہ 210، مطابع الرشید)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے اہل سنت ہونے کے حوالے سے زیادات القطیعی علی مسند الإمام أحمد دراسۃ وتخریجا میں دخیل بن صالح اللحیدان روایت کرتے ہیں "قال الطبراني حدثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل حدثنا أبي قال: قبور أهل السنة من أهل الكبائر روضة، وقبور أهل البدعة من الزهاد حفرة، فساق أهل السنة: أولياء الله، وزهاد أهل البدعة أعداء الله"

ترجمہ: امام طبرانی نے فرمایا کہ ہم سے عبداللہ بن احمد بن حنبل نے روایت کیا کہ میرے والد نے فرمایا کہ کبیرہ گناہ کرنے والوں میں سے سنُیوں کی قبریں جنت کا باغ ہیں اور زاہدوں میں سے بدعتیوں (گمراہوں) کی قبریں آگ کا گڑھا ہیں۔ اہل سنت کے فاسق بھی اولیاء اللہ ہیں اور اہل بدعت کے زاہد اللہ عزوجل کے دشمن ہیں۔ (زیادات القطیعی علی مسند الإمام أحمد دراسة، صفحہ 97، الجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة)

چاروں اماموں کے علاوہ محدثین، فقہائے اور صوفیائے کرام کے بھی سینکڑوں ارشادات اہل سنت وجماعت کے حق ہونے اور اس پر ہمیشہ قائم رہنے پر موجود ہے۔ امام بخاری جن کا شمار بڑے محدثین میں ہوتا ہے وہ اہل سنت وجماعت میں سے تھے۔ منہج الإمام البخاری فی تصحیح الأحادیث وتعلیلہا میں ابو بکر کافی لکھتے ہیں: ''امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اہل سنت وجماعت کے ائمہ میں سے تھے اور اسی اعتقاد و ردّ بدمذہبیت پر تھے جس پر اسلاف تھے۔''
(منهج الإمام البخاري في تصحيح الأحاديث وتعليلها، صفحہ 66، دار ابن حزم، بیروت)

قادریوں کے امام حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ مسلمانوں کو اہل سنت وجماعت کے ساتھ وابستہ رہنے اور بدمذہبوں سے دور رہنے کی ترغیب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ''صاحب عقل مومن کے لئے بہتر ہے کہ وہ اہل سنت وجماعت کی پیروی کرے، بدعت سے اجتناب کرے اور دین میں زیادہ غلو نہ کرے، نہ گہرائی میں جائے نہ تصنع سے کام لے تاکہ گمراہی سے بچے اور اس کے قدم کو لغزش نہ ہو جو ہلاکت کا باعث ہے۔۔۔ دانشمند مومن پر یہ بھی لازم ہے کہ اہل بدعت سے تعلق نہ رکھے اور نہ ان کی محبت وقربت اختیار کرے، نہ ان کو سلام کرے، ہمارے امام احمد بن حنبل (حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ حنبلی تھے) نے فرمایا کہ جس نے کسی اہل بدعت (یعنی جس کا عقیدہ قرآن وسنت کے مخالف ہو) کو سلام کیا وہ گویا اس سے محبت رکھتا ہے۔ یہ بھی لازم ہے کہ بدعتیوں کا ہم نشین نہ بنے (تاکہ ان کی تعداد میں بھی اضافہ نہ ہو اور گمراہی سے بھی بچا رہے۔) نہ ان کے پاس جائے اور نہ ان کی عیدوں اور خوشی کے مواقع پر مبارک دے نہ ان کے جنازے کی نماز پڑھے۔ جب ان کا ذکر آجائے تو ان کے لئے دعائے رحمت بھی نہ کرے بلکہ ان سے الگ رہے اور محض اللہ کے لئے ان سے عداوت رکھے۔ اہل بدعت کے مذہب کے باطل ہونے کا یقین رکھے اور اس پر عظیم اجر وثواب کا یقین رکھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اہل بدعت کو محض اللہ عزوجل کے لئے اپنا دشمن جانا اس کے دل کو اللہ تعالیٰ ایمان سے بھر دیتا ہے اور جو شخص ان کو خدا کا دشمن جان کر ملامت کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو امن وامان سے رکھے گا۔ جو شخص ایسے لوگوں کو ذلیل کرے اُس کو بہشت میں سو درجے ملیں گے اور جو بدعتی سے کشادہ روی اور خندہ پیشانی سے ملا اس نے اُس دین کی توہین کی جو اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا تھا۔'' (غنية الطالبين، صفحہ 190، پروگریسو بکس، لاہور)

مزید محدثین وصوفیائے وعلمائے اسلاف کے اہل سنت وجماعت میں ہونے پر دلائل حاصل کرنے کے لیے کتاب **'' دین کس نے بگاڑا ''** کا مطالعہ کریں۔

نجدی فتنہ

خارجی مختلف ادوار میں نکلتے رہے اور مسلمانوں کا ہی قتل عام کرتے رہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خارجیوں کے متعلق جہاں کثیر پیشین گوئیاں ارشاد فرمائی تھیں وہاں ایک پیشین گوئی یہ ارشاد فرمائی تھی کہ نجد شہر سے فتنہ نکلے گا چنانچہ بخاری شریف کی حدیث پاک ہے

”عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ: «اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا، وَفِي يَمَنِنَا» قَالَ: قَالُوا: وَفِي نَجْدِنَا؟ قَالَ: قَالَ: «اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا وَفِي يَمَنِنَا» قَالَ: قَالُوا: وَفِي نَجْدِنَا؟ قَالَ: قَالَ: «هُنَاكَ الزَّلاَزِلُ وَالفِتَنُ، وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ“

ترجمہ: حضرت نافع نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ حضور پُر نور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی الٰہی! ہمارے لئے برکت دے ہمارے شام میں، ہمارے لئے برکت رکھ ہمارے یمن میں، صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! ہمارے نجد میں۔ حضور علیہ السلام نے دوبارہ وہی دُعا کی الٰہی! ہمارے لئے برکت کر ہمارے شام میں۔ الٰہی! ہمارے لیے برکت بخش ہمارے یمن میں۔ صحابہ نے پھر عرض کی یارسول اللہ ہمارے نجد میں۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے گمان میں تیسری دفعہ حضور نے نجد کی نسبت فرمایا: وہاں زلزلے اور فتنے ہیں اور وہیں سے نکلے گا شیطان کا سینگ۔ (صحیح بخاری، کتاب الجمعۃ، باب ما قیل فی الزلازل والآیات، جلد2، صفحہ33، دار طوق النجاۃ، مصر)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی بارہویں صدی ہجری کے اوائل میں 1115ھ کے قریب نجد شہر میں پیدا ہوا، اس کی شخصیت نے ملت اسلامیہ میں افتراق اور انتشار کا ایک نیا دروازہ کھولا، اہل اسلام میں کتاب وسنت کے مطابق جو معمولات صدیوں سے رائج تھے، اس نے خارجیوں کی پرانی رسم برقرار رکھتے ہوئے ان معمولات کو کفر اور شرک قرار دیا، مقابر صحابہ اور مشاہد و مآثر کی بے حرمتی کی، قبہ جات کو مسمار کیا، رسومات صحیحہ کو غلط معنی پہنائے اور ایصال ثواب کی تمام جائز صورتوں کی غلط تعبیر کر کے انہیں الذبح لغیر اللہ (غیر اللہ کے لیے ذبح) اور النذر لغیر اللہ (غیر اللہ کے لیے منت) کا نام دیا، توسل کا انکار کیا اور انبیاء کرام علیہم السلام اور صلحاء امت سے استمداد اور استغاثہ کو یدعون من دون اللہ کا جامہ پہنا کر عبادت لغیر اللہ قرار دیا، انبیاء علیہم السلام، ملائکہ کرام، اور حضور تاجدار مدنی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت طلب کرنے والوں کے قتل اور ان کے اموال لوٹنے کو جائز قرار دیا۔

کیونکہ ابنِ عبد الوہاب خارجی نجد میں پیدا ہوا جس کی وجہ سے اسے نجدی کہا گیا اور ابن عبد الوہاب کی نسبت سے اس کے ماننے والوں کو وہابی کہا جاتا ہے۔ یہ ابن عبد الوہاب نہ صرف خارجی نظریات پر تھا بلکہ ساری زندگی ان نظریات کو آگے پھیلانے میں مصروفِ عمل رہا، دیگر خارجیوں کی طرح اس کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ جو میرے جیسا اعتقاد نہیں رکھتا وہ کافر ہے۔ ابن عبد الوہاب اسی گستاخ ذوالخویصر کے قبیلہ تمیم سے تعلق رکھتا تھا، جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے کہا تھا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) انصاف کرو۔ محمد بن عبد الوہاب کے نجدی اور تمیمی ہونے کا اعتراف وہابی مولویوں نے بھی کیا ہے۔ ملاحظہ ہو! (1) مقدمہ کتاب التوحید عربی، صفحہ 3۔ (2) مقدمہ کتاب التوحید مترجم، صفحہ 15،24۔ (3) حیات طیبہ، صفحہ 258۔ (4) ہدایۃ المستفید، صفحہ 71،79۔ (5) ترجمان وہابیہ، صفحہ 10،58،19،18۔ (6) محمد بن عبد الوہاب، صفحہ 13۔ (7) فتاویٰ ثنائیہ، جلد 1، صفحہ 414۔

ابن عبد الوہاب کے چال چلن دیکھ کر اس کے اساتذہ نے پیشین گوئی کر دی تھی کہ یہ گمراہ ہو جائے گا۔ مفتی اعظم مکہ مکرمہ (یہ اپنے دور میں مکہ شہر کے مفتی رہے ہیں) احمد زینی دحلان متوفی (1304ھ) لکھتے ہیں ”فاخذ عن کثیر من علماء المدینہ منھم الشیخ محمد بن سلیمان الکردی

الشافعی والشیخ محمد حیاۃ السندی الحنفی وکان الشیخان المذکوران وغیرھما من اشیاخہ یتفرسون فیہ الالحاد والضلال، ویقولون: سیضل ھذا، ویضل اللہ بہ من ابعدہ واشقاہ، وکان الامر کذلک، وما اخطات فراسھم فیہ"

ترجمہ: محمد بن عبدالوھاب نے بہت سے علمائے مدینہ مثلاً شیخ محمد سلیمان کردی شافعی اور شیخ محمد حیات سندی حنفی سے علمی استفادہ کیا، یہ دونوں اور ان کے علاوہ اساتذہ کرام ابتداء ہی سے اس کے اندر بے دینی اور گمراہی کے آثار محسوس کر رہے تھے اور کہا کرتے تھے کہ یہ عنقریب گمراہ ہو جائے گا اور اس کے ہاتھوں رحمت خدا سے دور اور شقی لوگ بھی گمراہ ہوں گے۔ ان کی یہ پیش گوئی بالکل درست ثابت ہوئی، اس کے بارے میں ان کی فراست ایمانی نے خطا نہیں کھائی۔ (الدرر السنیۃ فی الرد علی الوھابیۃ، صفحہ 112، مکتبۃ الاحباب، دمشق)

شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے دادا سلیمان بن علی شرف حنبلی المسلک اور اپنے وقت کے مشہور عالم دین تھے، اس کے چچا ابراہیم بن سلیمان بھی ممتاز عالم دین تھے، ابراہیم کے بیٹے عبدالرحمان مشہور فقیہ اور ادیب تھے۔ شیخ نجدی کے والد (متوفی 1740ء 1153ھ) نہایت صالح العقیدہ بزرگ اور مشہور عالم دین اور فقیہ تھے، وہ شیخ نجدی کو تنقیصِ رسالت، توہینِ صحابہ اور تکفیر المسلمین جیسے گمراہ کن عقائد پر ہمیشہ سرزنش کرتے رہتے تھے۔

عثمان بن بشر نجدی لکھتے ہیں "فلما الشیخ محمد وصل الی بلد حریملا جلس عند ابیہ یقراء علیہ وینکر مایفعل الجھال من البدع و الشرك فی الاقوال والافعال اکثرمنہ الانکار لذالك ولجمیع المحظورات حتی وقع بینہ وبین ابیہ کلام وکذالك وقع بینہ وبین الناس فی البلد ،فاقام علی ذالك مدۃ سنین حتی توفی ابوہ عبدالوھاب فی سنۃ ثلاث وخمسین وماۃ والف ثم اعین بالدعوۃ والانکار والامر بالمعروف والنھی عن المنکر وتبعہ ناس من اھل البلد ومالوا معہ! واشتھر بذالك"

ترجمہ: جب شیخ نجدی حریملا پہنچ گیا اور اپنے والد سے پڑھنا شروع کر دیا اور وہاں کے لوگ اپنے جن معمولات میں مشغول تھے، شیخ نجدی نے ان کو شرک اور بدعت قرار دیا اور اس بات میں اس کا اپنے والد عبدالوہاب سے بھی مباحثہ ہوا اور شہر کے دوسرے عمائدین نے بھی شیخ نجدی کی مخالفت کی۔ کئی سال تک یہ یہی ٹھہرا رہا، حتی کہ شیخ نجدی کے والد عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ 1153ھ میں فوت ہو گئے، والد کی وفات کے بعد شیخ نجدی نے کھل کر اپنی تحریک کو پھیلایا اور بہت سے لوگ شیخ نجدی کے تابع ہو گئے اور اس کی دعوت مشہور ہو گئی۔ (المجد فی تاریخ نجد، جلد 1، صفحہ 38، دارۃ الملک عبدالعزیز، الریاض)

محمد بن عبدالوہاب کے والد صاحب اس نجدی کے عقائد کی تردید کرتے تھے اور لوگوں کو اپنے بیٹے سے دور رہنے کا حکم دیتے تھے۔ احمد زینی دحلان لکھتے ہیں " وکان والدہ عبدالوھاب من العلماء الصالحین فکان ایضا یتفرس فی ولدہ المذکور الالحاد وینذمہ کثیراویحذر الناس منہ"

ترجمہ: اس کے والد عبدالوہاب نیک علماء میں سے تھے اور وہ بھی دوسرے علماء کے مانند اپنے بیٹے میں الحاد و بے دینی کے آثار کو محسوس کر رہے تھے اور اس کی شدید مذمت کرتے اور لوگوں کو اس سے دور رکھتے تھے۔ (الدرر السنیۃ فی الرد علی الوھابیۃ، صفحہ 112، مکتبۃ الاحباب، دمشق)

شیخ نجدی کے بھائی سلیمان بن عبدالوہاب (متوفی 1208ھ) اپنے والد کے مسلک کے حامل تھے اور اسلاف کے معمولات کو عقیدت سے گلے لگائے ہوئے تھے، ان کا تعارف کراتے ہوئے طنطاوی نے لکھا ہے " وکان لعبد الوھاب ولد ان محمد و سلیمان اما سلیمان فکان عالما فقیھا ،

وقد خلف اباہ فی قضاء حریملة وکان له ولدان عبد الله و عبد العزیز وکانا فی الورع والعبادة ایة من الایات ‘‘ترجمہ: شیخ عبدالوہاب کے دو بیٹے تھے محمد اور سلیمان، شیخ سلیمان بہت بڑے عالم اور فقیہ تھے اور حریملہ میں اپنے والد کے بعد قاضی مقرر ہوئے، ان کے دو لڑکے تھے عبداللہ اور عبدالعزیز وہ دونوں عبادت اور تقویٰ میں اللہ تعالٰی کی آیات میں سے ایک نشانی تھے۔ (محمد بن عبدالوہاب نجدی، صفحہ 13)

شیخ سلیمان بن عبدالوہاب تمام زندگی شیخ نجدی سے عقائد کی جنگ لڑتے رہے۔ (الدرر السنیة، صفحہ 47)

مفتی مکہ مکرمہ زینی دحلان لکھتے ہیں’’ وکذا اخوه سلیمان بن عبد الوهاب فکان ینکر ما احدثه من البدع والضلال والعقائد الزائغة ، وتقدم انه الف کتابا فی الرد علیه‘‘

ترجمہ: محمد بن عبدالواب کے بھائی سلیمان بھی اس کی بدعات، گمراہی اور منحرف عقائد کا انکار کرتے تھے اور انہوں نے پہلے پہل اس کے عقائد کے رد میں ایک کتاب لکھی۔ (الدرر السنیة فی الرد علی الوهابیة، صفحہ 112، مکتبة الاحباب، دمشق)

حضور علیہ السلام نے خارجیوں کی ایک نشانی بتائی تھی کہ وہ سر منڈوائیں گے شیخ نجدی اس نشانی پر بھی پورا اترا۔ بخاری شریف کی حدیث پاک ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا’’يَخْرُجُ نَاسٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ، وَيَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لاَ يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ۔۔۔۔قِيلَ مَا سِيمَاهُمْ؟ قَالَ: سِيمَاهُمُ التَّحْلِيقُ أَوْ قَالَ: التَّسْبِيدُ‘‘

ترجمہ: مشرق سے کچھ لوگ قیام کریں گے جو قرآن کی تلاوت تو کریں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نہ اترے گا، یہ لوگ دین سے اسی طرح خارج ہو جائیں گے جس طرح تیر کمان سے خارج ہوتا ہے اور پھر دین کی طرف پلٹ کر نہ آئیں گے۔ عرض کیا گیا: ان کی نشانی کیا ہوگی؟ فرمایا: وہ اپنے سر کے بال منڈواتے ہوں گے۔

زینی دحلان مفتی مکہ مکرمہ اس حدیث کی طرف اشارہ کرنے کے ضمن میں لکھتے ہیں’’ففی قوله سیماهم التحلیق تصریح بهذه الطائفة لانهم کانوا یامرون کل من اتبعهم ان یحلق راسه ولم یکن هذا الوصف لاحد من طوائف الخوارج والمبتدعة الذین کانوا قبل زمن هٰؤلاء‘‘

ترجمہ: پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان’’ اس گروہ کی نشانی سر منڈوانا ہے‘‘ میں اسی گروہ کی صراحت ہے کیونکہ یہ اپنے تمام پیروکاروں کو سر منڈوانے کا حکم دیتے تھے اور یہ صفت وہابیوں سے پہلے گزرے ہوئے خوارج و بدعتی فرقوں میں سے کسی ایک کے اندر نہیں تھی۔
(فتنة الوهابیة، صفحہ 19، اسک کتابوی، استنبول)

وہ آگے چل کر لکھتے ہیں’’ وکان السید عبد الرحمن الاهدل مفتی زبید یقول: لاحاجة الی التالیف فی الرد علی الوهابیة بل یکفی فی الرد علیهم قوله صلی الله علیه وسلم سیماهم التحلیق ، فانه لم یفعله احد من المبتدعة غیرهم‘‘

ترجمہ: مفتی زبید سید عبد الرحمن اہدل کہا کرتے تھے کہ وہابیوں کے عقائد کو رد کرنے کے لئے کتاب لکھنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ یہی حدیث پیغمبر جس میں اس فرقہ کی پہچان (سر منڈوانا) بیان کی گئی ہے ان کے عقیدہ کے باطل ہونے پر کافی ہے اس لئے کہ وہابیوں کے سوا کسی بھی بدعتی فرقے میں یہ صفت نہیں پائی جاتی۔ (فتنۃ الوھابیۃ، صفحہ 19، اسک کتابوی، استنبول)

ابن عبد الوہاب کے چند عقائد پیش خدمت ہیں جن پر آج بھی وہابیت عمل پیرا ہے:

1۔ محمد کی قبر، ان کے دوسرے متبرک مقامات، تبرکات یا کسی نبی ولی کی قبر یا ستون وغیرہ کی طرف سفر کرنا بڑا شرک ہے۔
(کتاب التوحید محمد ابن عبد الوہاب، صفحہ 124)

2۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مزار گرا دینے کے لائق ہے اگر میں اس کے گرا دینے پر قادر ہو گیا تو گرا دوں گا۔ (اوضح البراہین)

3۔ مفتی اعظم مکہ فرماتے ہیں ''ان بعض اتباعه كان يقول عصاى هذه خير من محمد لانها ينتفع بها فى قتل الحية ونحوها و محمد قد مات ولم يبق فيه نفع اصلاً''

ترجمہ: اس کے بعض پیروکار کہتے ہیں: میری لاٹھی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) سے بہتر ہے کیونکہ اس سے سانپ وغیرہ مارنے کا کام لیا جا سکتا ہے اور (معاذ اللہ) محمد مر گئے ان سے کوئی نفع باقی نہ رہا۔ (الدرر السنية فی الرد علی الوھابیۃ، صفحہ 111، مکتبۃ الاحباب، دمشق)

4۔ جس نے یا رسول اللہ۔ یا عباس۔ یا عبد القادر وغیرہ کہا اور ان سے ایسی مدد مانگی جو صرف اللہ دے سکتا ہے جیسے بیماروں کو شفاء۔ دشمن پر مدد اور مصیبتوں سے حفاظت وہ سب سے بڑا مشرک ہے اس کا قتل حلال ہے اور اس کا مال لوٹ لینا جائز ہے یہ عقیدہ اس صورت میں بھی شرک ہو گا جب کہ ایسا کہنے والا فاعل مختار اللہ ہی کو سمجھتا ہو اور ان حضرات کو محض سفارشی اور شفاعت کرنے والا جانتا ہو۔ (کتاب العقائد، صفحہ 111)

5۔ میں جانتا ہوں کہ یہ لوگ توحید کا اقرار کر کے اسلام میں داخل نہیں ہو سکتے یہ لوگ ملائکہ اور اولیاء سے شفاعت کے خواستگار ہیں اور اس طرح اللہ کا قرب چاہتے ہیں اسی وجہ سے ان کو قتل کرنا جائز اور ان کا مال لوٹنا حلال ہے۔ (کشف الشبہات ابن عبد الوہاب، صفحہ 6)

حجاز پر ترکی حکومت ختم کر کے سعودی حکومت بنانے میں ابن عبد الوہاب نجدی اور اس کے پیروکاروں کا بہت بڑا ہاتھ رہا ہے۔ ان وہابی خارجیوں نے مکہ و مدینہ پر کئی مرتبہ حملے کر کے مسلمانوں کا قتل عام کیا ہے۔ عظیم فقیہ حضرت مولانا امین الدین محمد بن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عبد الوہاب کو نجدی خارجی قرار دیتے ہوئے لکھا'' مَطْلَبٌ فِي أَتْبَاعِ عَبْدِ الْوَهَّابِ الْخَوَارِجِ فِي زَمَانِنَا'' مطلب: عبد الوہاب کے پیروکار ہمارے زمانے کے خارجی۔ اس ہیڈنگ کے تحت علامہ شامی اپنے دور میں نجدیوں کی مکہ و مدینہ پر حملہ کر کے قتل و غارت کرنے کی مذمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں'' كَمَا وَقَعَ فِي زَمَانِنَا فِي أَتْبَاعِ عَبْدِ الْوَهَّابِ الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ نَجْدٍ وَتَغَلَّبُوا عَلَى الْحَرَمَيْنِ وَكَانُوا يَنْتَحِلُونَ مَذْهَبَ الْحَنَابِلَةِ، لَكِنَّهُمْ اعْتَقَدُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْمُسْلِمُونَ وَأَنَّ مَنْ خَالَفَ اعْتِقَادَهُمْ مُشْرِكُونَ، وَاسْتَبَاحُوا بِذَلِكَ قَتْلَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَقَتْلَ عُلَمَائِهِمْ حَتَّى كَسَرَ اللَّهُ تَعَالَى شَوْكَتَهُمْ وَخَرَّبَ بِلَادَهُمْ وَظَفِرَ بِهِمْ عَسَاكِرُ الْمُسْلِمِينَ عَامَ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِينَ وَمِائَتَيْنِ وَأَلْفٍ''

ترجمہ: خارجی ایسے ہوتے ہیں جیسا ہمارے زمانے میں پیروانِ عبدالوہاب سے واقع ہوا جنہوں نے نجد سے خروج کرکے حرمین محترمین پر تغلب کیا اور وہ اپنے آپ کو کہتے تو حنبلی تھے مگر اُن کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان اور جو اُن کے مذہب پر نہیں وہ مشرک ہیں اس وجہ سے انھوں نے اہلسنّت وعلمائے اہلسنت کا قتل مباح ٹھہرالیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُنکی شوکت توڑ دی اور اُن کے شہر ویران کئے اور لشکرِ مسلمین کو اُن پر فتح بخشی ۱۲۳۳ھ میں۔ (ردالمحتار، کتاب الجہاد، باب البغاۃ، جلد4، صفحہ262، دارالفکر، بیروت)

فرقہ واریت سے پہلے ہندوستان کی صورتحال

برصغیر میں مسلمانوں کی اکثریت اہل سنت تھی بس ایک معمولی سے تعداد میں اہل تشیع تھے۔ برصغیر میں جب سے اسلام آیا، تب سے فقہ حنفی رائج تھی، بڑے بڑے علماء، صوفیا اور بادشاہ فقہ حنفی پر عمل پیرا تھے۔ سرکاری طور پر بھی فقہ حنفی رائج تھی۔ وہابی غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن خان بھوپالی کہتا ہے: ''خلاصہ حال ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے یہاں اسلام آیا ہے، اس وقت سے آج تک یہ لوگ حنفی مذہب پر قائم رہے اور ہیں۔'' (ترجمانِ وہابیہ، صفحہ10، مطبع محمدی، لاہور)

اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ حنفی کی بہترین کتاب ''فتاوی ہندیہ'' اپنے دور میں مرتب کروائی۔ یہاں تک کہ انگریزوں نے حنفی مذہب کو اس ملک کے سنّی مسلمانوں کا مذہب مان کر اسی مذہب کی کتابیں ''ہدایہ، قاضی خاں، عالمگیری، درمختار'' انگریزی میں ترجمہ کرائیں اور انہی کتابوں پر مقدمات کے فیصلے ہوتے تھے۔ ہندوستان وپاکستان کے تمام اولیاء وعلماء رحمہم اللہ شروع سے ہی سنی ہونے کے ساتھ ساتھ حنفی رہے ہیں۔ حضور داتا سرکار رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب میں خود کا حنفی ہونا یوں لکھتے ہیں: ''میں ملک شام میں مسجد نبوی شریف کے مؤذن حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک کے سرہانے سویا ہوا تھا۔ خواب میں دیکھا میں مکہ مکرمہ میں ہوں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بزرگ کو آغوش میں بچے کی طرح لئے ہوئے باب شیبہ (ایک دروازے کا نام) سے داخل ہو رہے ہیں۔ میں نے فرط محبت میں دوڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک کو بوسہ دیا۔ میں اس حیرت وتعجب میں تھا کہ یہ بزرگ کون ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی معجزانہ شان سے میری باطنی حالت کا اندازہ ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ تمہارے امام ہیں جو تمہاری ہی ولایت کے ہیں یعنی ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔''
(کشف المحجوب، صفحہ146، شبیر برادرز، لاہور)

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ جنہیں وہابی اپنا امام سمجھتے ہیں وہ واضح الفاظ میں فرماتے ہیں کہ ہندوستان والوں کے لئے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید واجب ہے کیونکہ فقہ حنفی کے علاوہ دوسرے مسالک کے نہ مفتیانِ کرام ہیں نہ کتب ہیں چنانچہ اپنی کتاب الانصاف میں فرماتے ہیں ''فاذا کان إنسان جاهل فی بلاد الهند أو فی بلاد ما وراء النهر ولیس هناك عالم شافعی ولا مالكی ولا حنبلی ولا كتاب من كتب هذه المذاهب وجب علیه أن یقلد لمذهب أبی حنیفة ویحرم علیه أن یخرج من مذهبه لأنه حینئذ یخلع ربقة الشریعة ویبقی سدی مهملا''

ترجمہ: اگر کوئی جاہل شخص ہندوستان یاماوراء النہر کے علاقے میں ہو اور وہاں کوئی شافعی، مالکی یا حنبلی عالم موجود نہ ہو اور نہ ان مذاہب کی کوئی کتاب دستیاب ہو تو اس پر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید واجب ہے اور ان کے مذہب کو چھوڑنا اس کے لئے حرام ہے، کیونکہ اس صورت میں وہ شخص شریعت کی پابندیاں اپنے گلے سے اتار کر بالکل آزاد اور مہمل ہو جائے گا۔ (الانصاف فی بیان اسباب الاختلاف، صفحہ 78، دار النفائس)

قادیانیت

ہندوستان پر جب انگریز قابض ہوئے تو مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کے لئے مختلف ہتھکنڈے استعمال کئے جن میں فرقہ واریت بھی ان کا خاص مشن رہا ہے۔ اس میں سر فہرست مرزا غلام احمد قادیانی مرتد تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی (المتوفی 1904ء) نے 1901ء میں کھل کر نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ اس نے کہا: ''دنیا میں کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں داؤد ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں عیسیٰ ابن مریم ہوں، میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں۔''
(تتمہ حقیقت الوحی، مرزا غلام احمد، صفحہ 84)

مرزا نے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اور حضرت مریم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی شان میں بھی گستاخیاں کی چنانچہ اس نے کہا: '' آپ (حضرت عیسیٰ) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار (معاذ اللہ) اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم، حاشیہ صفحہ 7، مصنفہ غلام احمد قادیانی)

مزید کہا: ''مسیح (علیہ السلام) کا چال چلن کیا تھا، ایک کھاؤ پیو، نہ زاہد، نہ عابد، نہ حق کا پرستار، متکبر، خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔''
(مکتوبات احمدیہ، جلد 3، صفحہ 21 تا 24)

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) پر بہتان باندھتے ہوئے کہا: ''یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ (علیہ السلام) شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔'' (کشتی نوح، حاشیہ ص 75، مصنفہ غلام احمد قادیانی)

نیچری فرقہ

اسی طرح انگریزوں نے ایک اور فتنہ سر سید احمد خان (المتوفی 1316ھ، 1898ء) کا بھی ایجاد کیا۔ سر سید احمد خان نیچری تھا اور انگریزوں کا دلدادہ تھا۔ اس نے دنیاوی تعلیم کی آڑ میں مسلمانوں میں اپنے گندے عقائد پھیلانے شروع کر دیئے۔ سر سید معجزات، جنت ودوزخ، شیطان و ملائکہ کا منکر تھا۔ حضرت آدم (علیہ السلام) کا جنت میں رہنا، فرشتوں کا سجدہ کرنا، حضرت عیسیٰ اور امام مہدی کا ظہور، دجال کا آنا، فرشتے کا صور پھونکنا، روز جزا و سزا، میدانِ حشر و نشر، پل صراط، حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شفاعت، اللہ (عزوجل) کا دیدار، ان سب کا انکار کیا جو کہ قرآن و حدیث سے ثابت ہیں۔

خلفائے راشدین رضوان اللہ اجمعین کے بارے میں کہتا ہے کہ خلافت کا ہر کسی کو استحقاق تھا، جس کی چل گئی وہ خلیفہ ہو گیا۔

(خود نوشت، صفحہ 233)

قربانی کے متعلق کہتا ہے کہ حج میں قربانی کی کوئی مذہبی اصل قرآن سے نہیں پائی جاتی۔ آگے چل کر لکھتا ہے کہ اس کا کچھ نشان مذہب اسلام میں نہیں ہے۔ حج کی قربانیاں در حقیقت مذہبی قربانیاں نہیں ہیں۔ (خود نوشت، صفحہ 139)

الطاف حسین حالی ''حیاتِ جاوید'' میں لکھتا ہے کہ جب سہارن پور کی جامع مسجد کے لئے ان سے چندہ طلب کیا گیا تو انہوں نے (یعنی سر سید احمد خاں نے) چندہ دینے سے انکار کر دیا اور لکھ بھیجا کہ میں خدا کے زندہ گھروں (کالج) کی تعمیر کی فکر میں ہوں اور آپ لوگوں کو اینٹ، مٹی کے گھر کی تعمیر کا خیال ہے۔ (حیاتِ جاوید، صفحہ 101، ماخوذ از، ساٹھ زہریلے سانپ، صفحہ 92، تنظیم اہل سنت، کراچی)

ہندوستان میں فرقہ واریت کا بانی

ہندوستان میں انگریزوں کے دور میں فرقہ واریت پھیلانے والا اصل شخص اسماعیل دہلوی تھا۔ یہ مولوی اسماعیل وہابی اور دیوبندی دونوں فرقوں کا امام ہے، اس کے علاوہ کئی اور فرقوں کی لڑی اسی شخص سے جا ملتی ہے۔ مولوی اسماعیل دہلوی شاہ ولی اللہ کا پوتا اور شاہ عبد العزیز کا بھتیجا اور شاگرد تھا۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) گیارہویں صدی کے آخر میں ہندوستان کے بہت بڑے عالم تھے اور بہت بڑے پیر بھی، ان کا اثر پورے ہندوستان پر تھا بلکہ ہندوستان کے باہر بھی تھا۔ انہیں کے صاحبزادے شاہ عبد العزیز محدث دہلوی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہیں جو دہلی کے بہت بڑے مرکزی عالم تھے۔ عوام میں بزرگ کی عقیدت عام ہے جس کے نتیجے میں اپنے استاذ اور پیر کی اولاد کو پیروں کی طرح ماننے کا جذبہ موجود ہے، اس کی وجہ سے مولوی اسماعیل دہلوی کے ماننے والوں کی اچھی خاصی تعداد دہلی اور اس کے علاقوں میں موجود تھی۔ چونکہ ان کے والدین کا بچپن ہی میں انتقال ہو گیا تھا اس لئے ان کی کماحقہ تربیت نہیں ہو سکی۔ ساتھ ہی ساتھ فطری طور پر منچلے، شوخ اور نئی نئی باتوں کے گرویدہ تھے۔ مولوی اسماعیل کے اندر انفرادیت کا خبط پیدا ہوا اور انہوں نے مسلمانوں میں انتشار پیدا کرتے ہوئے عقائد اہل سنت اور فقہ حنفی کو چھوڑ کر وہابیت قبول کر لی اور اپنے ماننے والوں میں اسے پھیلانا شروع کر دیا۔

محمد بن عبد الوہاب نجدی خارجی نے پچاس سالوں میں مسلمانوں کو مشرک ٹھہرا کر قتل کیا۔ ابن عبد الوہاب نجدی کے باطل عقیدہ پر کئی کتابیں موجود تھیں جن میں ایک ''کتاب التوحید'' تھی۔ یہ کتاب اسماعیل دہلوی اور اس کے مرشد سید احمد کے 1820ء میں حج پر جانے سے بہت پہلے عرب میں عام ہو چکی تھی۔ جب یہ دونوں حج کے لئے گئے تو دونوں وہاں نئی نئی اٹھنے والی محمد بن عبد الوہاب کی تحریک جو کہ وہابیت کے نام سے معروف تھی سے متاثر ہوئے اور شاہ اسماعیل دہلوی اور سید احمد حجاز کے سفر سے واپس آتے ہوئے شیخ محمد بن عبد الوہاب کے دروس کی کتاب ''کتاب التوحید'' ساتھ لیکر آئے اور اس کتاب کے اسباق توحید کو انہوں نے اپنی دو کتابوں میں ظاہر کیا ایک کتاب کا نام ''تقویۃ الایمان'' تھا اور دوسری کتاب کا نام ''صراط مستقیم'' تھا۔ یہ دونوں کتابیں اس زمانے میں مرکنٹائل پریس سے شائع ہوئیں اور اس کی تقسیم کے بارے میں یہ شہادتیں موجود ہیں کہ ان کو انگریز ایسٹ انڈیا کمپنی نے شائع اور تقسیم کرنے میں مدد دی۔

اسماعیل دہلوی کی ابن عبد الوہاب نجدی کے نظریات سے ہم آہنگی اور اس کی تشہیر کے لئے لکھی جانے والی کتب ''تقویۃ الایمان '' اور ''صراط مستقیم'' نے ہندوستان میں وہابی فتنہ کی بنیاد رکھی اور امت مسلمہ میں انتشار پھیل گیا۔ مولانا فضل احمد لدھیانوی صاحب اپنی کتاب ''انوار آفتاب صداقت'' میں ''فریاد المسلمین'' کے حوالے سے لکھتے ہیں: ''انہی دنوں ایک کتاب شیخ (ابن) عبد الوہاب نجدی کی بمبئی سے دہلی میں آئی چونکہ ابن عبد الوہاب مسطور ملک عرب کا باشندہ زبان دان تھا، مولوی اسماعیل ان کی فصاحت و بلاغت پر فریفتہ ہوگئے، اس کے کچھ مسائل انتخاب واخذ کر کے علماء دہلی حنفی مذہب سے چھیڑ چھاڑ کرنی شروع کر دی، انہوں نے اُس کو خورد سال، خام خیال سمجھ کر ان سے بحث نہ کی، مگر مولانا عبد العزیز (رحمۃ اللہ علیہ) انکی بے اعتدالی کے شاکی ہوئے، مولانا موصوف نے کچھ رنجیدہ خاطر ہو کر مولوی اسماعیل کو پیغام بھیجا کہ میری طرف سے کہو اس نامراد لڑکے کو کہ جو کتاب بمبئی سے آئی ہے میں نے بھی اس کو دیکھا ہے اس کے عقائد صحیح نہیں بلکہ بے ادبی اور بے نصیبی سے بھرے ہوئے ہیں، میں آج کل بیمار ہوں اگر صحت ہو گئی تو میں اس کی تردید لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں تم ابھی نوجوان بچے ہو ناحق شور و شر برپا نہ کرو۔''

(انوار آفتاب صداقت ج 1ص 516بحوالہ مشعل راہ المعروف برطانوی مظالم کی کہانی ص 209، فرید بک سٹال، لاہور)

اس اقتباس سے ظاہر ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی ابن عبد الوہاب نجدی کی کتاب پڑھ کر متاثر ہو گیا اور سلف صالحین اور اپنے خاندان کے نظریات کو چھوڑ کر اس کا پیرو کار بن گیا۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو اسماعیل دہلوی کے چچا بھی تھے اور استاد بھی، اسماعیل دہلوی کی اس حرکت پر سخت ناراض تھے۔

کتاب '' تقویۃ الایمان '' کا تعارف

اس تقویۃ الایمان میں اسماعیل دہلوی نے شیخ نجدی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مسلمانوں کو کافر و مشرک ٹھہرایا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام کی شان میں گستاخیاں کیں۔ اسماعیل دہلوی کی تصنیف ''تقویۃ الایمان'' ابن عبد الوہاب نجدی کی اسی کتاب کا چربہ ہے جس کے بارے میں شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ نے یہ تاثرات بیان فرمائے تھے کہ اس کے عقائد صحیح نہیں بلکہ بے ادبی اور بے نصیبی سے بھرے ہوئے ہیں لہٰذا ''تقویۃ الایمان'' بھی بے ادبی اور بے نصیبی سے بھری ہوئی ہے اور یہی کتاب برصغیر میں توہین و تحقیر انبیاء و اولیاء کا سنگ بنیاد ثابت ہوئی۔

قارئین! یہاں تقویۃ الایمان کے بارے میں خود اسماعیل دہلوی صاحب کے تاثرات بیان کرنا بھی بے جا نہ ہوگا۔ چنانچہ اشرف علی تھانوی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں: ''(اسماعیل دہلوی نے) فرمایا کہ میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آگئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے مثلاً ان امور کو جو شرک خفی تھے جلی لکھ دیا گیا ہے ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہو گی۔ اگر میں رہتا تو ان مضامین کو آٹھ دس برس میں بتدریج بیان کرتا لیکن اس وقت میرا ارادہ حج کا ہے اور وہاں سے واپسی کے بعد (نام نہاد) عزمِ جہاد ہے اسی لئے میں کام سے معذور ہو گیا اور میں دیکھتا ہوں دوسرا اس بار کو اٹھائے گا نہیں اس لئے میں نے یہ کتاب لکھ دی ہے گو اس سے شورش ہو گی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے۔'' (ارواح ثلاثہ یعنی حکایات اولیاء ص 65مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)

اس عبارت میں تو اسماعیل دہلوی نے بھی صاف اقرار کیا ہے کہ میں نے شرک خفی کو جلی لکھ دیا ہے، قارئین! کتنا بڑا ظلم ہے کہ ایسا کام کہ جس کے کرنے کی وجہ سے انسان پر شریعت تو اسلام سے خارج اور مشرک ہونے کا حکم نہیں لگاتی مگر دہلوی موصوف کمال ڈھٹائی کے ساتھ ایسے شخص کو بھی خارج عن الاسلام اور مشرک قرار دے رہا ہے اور واضح طور پر اقراری ہے کہ اس سے شورش ہو گی، لڑائی جھگڑا، دنگا فساد ہو گا لیکن موصوف کو کچھ پرواہ ہی نہیں ذرا اندازِ بیان تو دیکھئے کہتے ہیں ''گو اس سے شورش ہو گی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ہی ٹھیک ہو جائیں گے۔'' لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

☆''تقویۃ الایمان'' میں اسماعیل دہلوی نے حضور (علیہ السلام) کے متعلق لکھا کہ ان کی تعظیم بڑے بھائی جتنی کرو چنانچہ لکھا: ''سو فرمایا بندگی کرو اپنے رب کی اور تعظیم کرو اپنے بھائی کی۔ یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں۔ جو بڑا بزرگ ہے وہ بڑا بھائی ہے۔ سو اسکی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔''
(تقویۃ الایمان، صفحہ 68، مطبع مرکنٹائل پرنٹنگ، دہلی)

☆انبیاء (علیہم السلام) اور اولیاء کرام کی حیثیت رب تعالیٰ کے حضور کیا ہے، اس کے بارے میں لکھا: ''ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔'' (معاذ اللہ) (کتاب تقویۃ الایمان، صفحہ 16، مطبع مرکنٹائل پرنٹنگ، دہلی)

☆ صفحہ 63 پر ہے: ''سب انبیاء و اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے کمتر ہیں۔'' (تقویۃ الایمان، صفحہ 63، مطبع مرکنٹائل پرنٹنگ، دہلی)

☆مولوی اسماعیل دہلوی نے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر افتراء باندھا کہ گویا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں چنانچہ لکھا: ''حضور فرماتے ہیں میں بھی تمہاری طرح ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔''
(تقویۃ الایمان، صفحہ 69، مطبع مرکنٹائل پرنٹنگ، دہلی)

☆انبیاء و اولیاء کے اختیارات کی نفی کرتے ہوئے لکھتا ہے: ''جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔''
(تقویۃ الایمان، صفحہ 47، مطبع مرکنٹائل پرنٹنگ، دہلی)

☆ صفحہ 31 پر ہے: ''جو کچھ کہ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو ان کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا۔'' (تقویۃ الایمان، صفحہ 31، مطبع مرکنٹائل پرنٹنگ، دہلی)

☆نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے شہر سے محبت و تعظیم، وہابیوں کے نزدیک شرک ہے چنانچہ اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے: ''گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا یعنی وہاں شکار نہ کرنا، درخت نہ کاٹنا، یہ کام اللہ نے اپنی عبادت کے لیے بتائے ہیں پھر جو کوئی کسی پیر، پیغمبر یا بھوت و پری کے مکانوں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے تو اس پر شرک ثابت ہے۔''
(تقویۃ الایمان، مقدمۃ الکتاب، صفحہ 8، مطبع علیمی، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور)

اسماعیل دہلوی کے عقائد و نظریات

مزید شاہ اسماعیل دہلوی کے عقائد و نظریات ملاحظہ ہوں:

☆ اسماعیل دہلوی نے یہ عقیدہ اپنایا کہ اللہ (عزوجل) معاذ اللہ جھوٹ بول سکتا ہے چنانچہ رسالہ یکروزی میں لکھا: ''ہم نہیں مانتے کہ خدا کا جھوٹ بولنا محال ہے کیونکہ اس طرح قدرت خداوندی آدمی سے کم ہو جاتی ہے۔''

☆ اسی طرح ایک اور نیا عقیدہ ایجاد کیا کہ حضور (علیہ السلام) کی نظیر ممکن ہے یعنی حضور (علیہ السلام) جیسا کوئی اور پیدا ہو سکتا ہے چنانچہ تقویۃ الایمان میں لکھا: ''اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن و فرشتہ جبرائیل اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے برابر پیدا کر ڈالے۔'' (تقویۃ الایمان، صفحہ 35، مطبع مرکنٹائل پرنٹنگ، دہلی)

☆ اس عقیدہ میں حضور (علیہ السلام) کے خاتم النبیین ہونے پر زد پڑتی تھی حالانکہ حضور کی نظیر ممکن نہیں ہے۔ پھر شاہ اسماعیل دہلوی نے اپنے مرشد سید احمد رائے کے ساتھ مل کر ایک کتاب ''صراطِ مستقیم'' لکھی۔ جس میں حضور (علیہ السلام) کی شان میں سخت توہین کی۔ اس میں صاف لکھا: ''زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا انہی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت ماب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی ہوں اپنی ہمت (توجہ) کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے۔''

(صراطِ مستقیم، صفحہ 169، اسلامی اکادمی، لاہور)

مطلب یہ کہ دیوبندیوں اور وہابیوں کا متفقہ پیشوا اسماعیل دہلوی نے نماز میں سرکار اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خیال مبارک آنے کو جانوروں کے خیالات میں ڈوبنے سے بدتر کہا۔

اسماعیل دہلوی کے عقائد و نظریات کی تردید

اسماعیل دہلوی کے نظریات کا ردّ مجاہدِ تحریک آزادی مولانا فضل حق خیر آبادی (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) نے شد و مد سے لکھا جس کا نام ''تحقیق الفتویٰ'' ہے۔ خود اسماعیل دہلوی کے بھیجتے مولانا موسیٰ، مولانا مخصوص اللہ نے ''تقویۃ الایمان'' کا رد لکھا جس کا نام ''معید الایمان'' ہے۔ اسماعیل دہلوی کی اس کتاب ''تقویۃ الایمان'' نے پورے برصغیر میں انتشار پیدا کر دیا۔ دیوبندیوں مولوی بھی اندر سے مانتے ہیں کہ یہ کتاب باعث فتنہ ہے، لیکن اپنے مذہب کا بھرم رکھنے کے لئے اسماعیل دہلوی کا دفاع کرتے ہیں۔ لیکن پھر بھی بعض دیوبندی مولویوں کے منہ سے حق نکل ہی گیا چنانچہ دیوبندی مولوی انور شاہ کشمیری کے شاگرد احمد رضا بجنوری ''تقویۃ الایمان'' کے متعلق لکھتے ہیں: ''افسوس ہے کہ اس کتاب کی وجہ سے مسلمانان ہند و پاک جن کی تعداد بیس کروڑ سے زیادہ ہے اور تقریبا نوے فیصدی حنفی المسلک ہیں، دو گروہوں میں بٹ گئے۔ ایسے اختلاف کی نظیر دنیائے اسلام کے کسی خطہ میں بھی ایک امام اور ایک مسلک کے ماننے والوں میں موجود نہیں۔'' (انوار الباری، جلد 13، صفحہ 113، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان)

اسی طرح انور شاہ کشمیری، عبد الشکور دیوبندی مرزاپوری، حسین قاسمی وغیرہ دیوبندی علماء نے بھی تقویۃ الایمان پر تنقید کی ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے بھی تسلیم کیا: ''تقویۃ الایمان کا ملک میں چرچا ہوا تو تمام علماء میں ہلچل پڑ گئی۔''

(مولانا آزاد کی کہانی، صفحہ 79، ماخوذ از ختم نبوت اور تحذیر الناس، صفحہ 31، ادارہ اشاعت العلوم، لاہور)

انگریزوں نے اس کتاب کی خوب تشہیر کی چنانچہ انگریز ہنٹر جس نے برصغیر کی تاریخ پر کتاب بنام Indian Muslims لکھی تھی اس نے اس کتاب کو خوب عام کیا اور مولانا زید فاروقی صاحب نے لکھا: ''پروفیسر محمد شجاع الدین صدر شعبہ تاریخ دیال سنگھ کالج لاہور نے جن کی وفات

1965ء میں ہوئی ہے۔اپنے ایک خط میں پروفیسر خالد بزمی لاہور کو لکھا ہے اور اس کا اعتراف کیا ہے کہ انگریزوں نے کتاب تقویۃ الایمان بغیر قیمت کے تقسیم کی ہے۔" (مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان، صفحہ 15، ماخوذ از ختم نبوت اور تحذیر الناس، صفحہ 34، ادارہ اشاعت العلوم، لاہور)

اسماعیل دہلوی کی کتاب "تقویۃ الایمان " اور "صراطِ مستقیم " کے فتنے نے مسلمانوں میں تفریق کی ابتدا کردی تھی جگہ جگہ مناظرے شروع ہو چکے تھے۔ایک طرف وہابی جو اسماعیل دہلوی کے نظریے کے حامل تھے اور دوسری طرف اہل سنت فضل حق خیر آبادی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے نظریہ کی تائید کرنے والے تھے۔1288ھ۔1871ء میں شیخوپورہ ضلع بدایوں میں مسئلہ امکانِ وامتناع النظیر پر مولانا عبدالقادر بدایونی اور امیر احمد سہسوانی کا مناظرہ ہوا۔خود شاہ اسماعیل دہلوی اور ان کے ہم درس مولانا منور الدین (جو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے شاگرد تھے) کا "تقویۃ الایمان" کے متعلق مناظرہ ہوا چنانچہ مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں: "مولانا محمد اسماعیل شہید، مولانا منور الدین کے ہم درس تھے۔ شاہ عبدالعزیز کے انتقال کے بعد جب انہوں نے " تقویۃ الایمان"اور جلاء العینین لکھیں اور ان کے مسلک کا ملک بھر میں چرچا ہوا تو علماء میں ہلچل پڑ گئی۔ان کے رد میں سب سے زیادہ سرگرمی بلکہ سربراہی مولانا منور الدین نے دکھائی۔ متعدد کتابیں لکھیں اور 1248ھ والا مشہور مباحثہ جامع مسجد (دہلی) کیا۔ تمام علمائے ہند سے فتویٰ مرتب کرایا۔ پھر حرمین سے فتویٰ منگوایا۔ان کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ابتدا میں مولانا اسماعیل اور ان کے رفیق اور شاہ صاحب کے داماد عبدالحئی کو بہت کچھ فہمائش کی اور ہر طرح سے سمجھایا لیکن جب ناکامی ہوئی تو بحث ورڈ میں سرگرم ہوئے اور جامع مسجد کا شہرہ آفاق مناظرہ ترتیب دیا۔ جس میں ایک طرف مولانا اسماعیل اور مولانا عبدالحئی تھے اور دوسری طرف مولانا منور الدین اور تمام علمائے دہلی۔"

(آزاد کی کہانی، صفحہ 79، چٹان پریس، لاہور)

شاہ اسماعیل دہلوی کے چچازاد بھائی مولانا شاہ مخصوص اللہ محدث دہلوی اور مولانا شاہ محمد موسیٰ بھی اسماعیل دہلوی کے مخالف تھے اور یہ دونوں بھائی بھی شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے شاگرد تھے۔ علامہ عبد الحکیم شاہجہانپوری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اسماعیل دہلوی کے رد میں لکھنے والے تقریباً اسّی (80) علماء اور ان کی کتب کی ایک طویل فہرست اپنی کتاب" مشعل راہ " المعروف "برطانوی مظالم کی کہانی " صفحہ 249تا265 میں پیش کی ہے۔ہم ان میں سے یہاں صرف چند علماء کے اسماء پیش کرتے ہیں:

1۔علامہ فضل حق خیر آبادی 2۔شاہ مخصوص اللہ دہلوی 3۔شاہ محمد موسی دہلوی4۔مولانا منور الدین دہلوی 5۔مولانا خیر الدین جالندھری 6۔مولانا رشید الدین خان صاحب 7۔مفتی صدر الدین آزردہ دہلوی 8۔مولانا فضل رسول بدایونی 9۔مولانا کرامت علی جونپوری 10۔مولانا سید جلال الدین برھانپوری 11۔مولانا تراب علی لکھنوی 12۔مولانا محمد عبد اللہ خراسانی بالگرامی 13۔مولانا کریم اللہ دہلوی 14۔مولانا محمد صبغۃ اللہ مدراسی 15۔مولانا محمد حیدر علی لکھنوی ثم حیدرآبادی 16۔مولانا سید معین الدین سجادہ نشین احمد آباد نارہ 17۔مولانا نقی علی خان بریلوی 18۔مولانا قاضی ارتضاء علی خان گوپاموی19۔ہدایت اللہ لکھنوی20۔مولانا عبدالسبحان پشاوری مدراسی رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

سعودیہ میں وہابیوں کی حکومت سے پہلے ترکیوں کے دور میں مکہ و مدینہ کے جید علمائے کرام نے ابن عبدالوہاب نجدی، وہابی اور دیوبندیوں کے امام اسماعیل دہلوی کے عقائد کی تردید کی اور انہیں دجال کہا اور اس کی کتاب "تقویۃ الایمان " کو مردود ٹھہرایا چنانچہ مکہ و مدینہ کے علماء کرام نے لکھا:

"لا شک فی بطلان المنقول من تقویۃ الایمان بکونہ موافقا للنجدیۃ و ماخوذا من کتاب التوحید لقرن الشیطان۔۔۔و مولف هذا لکتاب دجال کذاب استحق اللعنۃ من اللہ تعالیٰ و ملائکتہ واولی العلم وسائر العلمین۔الخ"۔

ترجمہ: تقویۃ الایمان میں منقول عقائد بے شک باطل ہیں کیونکہ وہ شیطانی گروہ نجدیوں کی کتاب التوحید مصنفہ ابن عبدالوہاب کے بالکل موافق ہے اور اس کتاب کا مصنف (مولوی اسماعیل صاحب) دجال اور جھوٹا ہے (وہ اسماعیل) اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور سب جہان والوں سے لعنت کا مستحق ہے۔

دستخط علمائے مکہ معظمہ

عبدہ شیخ عمر احمد وحلان مفتی مکہ معظمہ عبدہ عبدالرحمن محمد المکی مفتی مکہ

دستخط علمائے مدینہ طیبہ

السید ابو سعود الحنفی محمد بالی سید یوسف العربی سید ابو محمد طاہر

ابو السعادات محمد عبدالقادر وتیاوی مولوی محمد اشرف شمس الدین

(دیوبندی مذہب، صفحہ 139 بحوالہ بھونچال بر لشکر دجال مطبوعہ لاہور، صفحہ 68 از انوار آفتاب صداقت، صفحہ 534)

غیر مقلد اہل حدیث فرقہ

اسماعیل دہلوی نے وہابی نجدی خارجی عقائد ابن عبدالوہاب نجدی خارجی سے لیے اور اسماعیل دہلوی سے یہ عقائد مختلف فرقوں کی صورت میں رائج ہوئے اس کی تفصیل کچھ یوں ہے:

دہلی میں کچھ لوگوں نے اسماعیل دہلوی کی تحریک کو قبول کر لیا تھا جن میں ایک مشہور عالم نذیر حسین دہلوی غیر مقلد ہیں۔ نذیر حسین دہلوی شاگرد تھا اسحاق دہلوی کا (اسحاق دہلوی کا تعارف آگے آرہا ہے۔) نذیر حسین دہلوی کا شاگرد عبداللہ غزنوی نذیر حسین کے متعلق لکھتا ہے: "ائمہ اسلام، شیخ الاسلام ابن تیمیہ، امام ابن قیم اور شیخ محمد بن عبدالوہاب کی کتابوں سے شغف رکھتے تھے اور انہیں سلف صالحین کی کتابوں کی روشنی میں اپنے اولاد احفاد کی تربیت بھی کی۔۔۔آپ کے سارے بیٹے پوتے منہج سلف کے سچے داعی بن کر نکلے اور برصغیر ہند و پاک میں سلفی (یعنی وہابی) دعوت کی خوب خوب اشاعت کی۔" (امام محمد بن عبدالوہاب کی دعوت اور علمائے اہل حدیث کی مساعی، صفحہ 45، دارالکتاب والسنۃ، ریاض)

نذیر حسین دہلوی نے اپنے طور پر بلا معاوضہ حدیث پڑھانا شروع کی اور اپنے شاگردوں کو وہابیت کی تلقین کی۔ جو عقائد نجدی وہابیوں کے تھے وہی عقائد ان کے بھی تھے۔ بنیادی طور پر انہوں نے اپنے شاگردوں کو یہ سمجھایا کہ امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی وغیرہ نے قرآن واحادیث سے جو مسائل نکال کر فقہ کی کتابوں میں لکھے ہیں وہ اکثر غلط ہیں۔ حدیث کی کتابیں موجود ہیں ہمیں چاہئے کہ ہم براہ راست قرآن واحادیث سے مسائل نکالیں۔ یہ لوگ اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں اور عرفِ عام میں انہیں غیر مقلد کہا جاتا ہے۔ ان سے اہل سنت کا سینکڑوں مسائل میں اختلاف ہے جس کی تفصیل بہت طویل ہے۔

ابن عبدالوہاب کے پیروکاروں کو چونکہ وہابی کہا جاتا تھا اور اس وقت ہندوستان کے مسلمان وہابی عقائد و نظریات سے سخت متنفر تھے، اس لیے مشہور غیر مقلّد وہابی مولوی محمد حسین بٹالوی نے انگریز گورنمنٹ سے بڑی کوششوں کے بعد وہابی نام کی جگہ اہل حدیث منظور کرایا۔ چنانچہ لکھا ہے: یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ہماری جماعت اہلحدیث کا اصل مذہبی نام جماعت موحدین تھا، لیکن ہماری مذہبی ترقی سے گھبرا کر مخالفین نے ہمیں وہابی کے بدنام لقب سے مشہور کر دیا۔ جسکی وجہ سے اہلحدیث کے سرکردہ لوگوں نے گورنمنٹ برطانیہ کو درخواست دے کر وہابی کے لقب پر پابندی لگوائی اور اہلحدیث لقب الاٹ کرایا۔ اس حقیقت کا خود اکابرین اہلحدیث نے بھی اقرار کیا۔ دیکھئے ماثر صدیقی، حصہ سوئم۔ ترجمان وہابیہ۔ سیرت ثنائی۔ اخبار اہلحدیث امرتسر صفحہ، 26 جون 1908ء۔

لفظ ''اہل حدیث'' تاریخ میں اہل سنت کے محدثین کے ایک گروہ کا نام تھا، جس پر موجودہ وہابیوں نے قبضہ کر لیا ہے اور اسلاف نے جو اہل حدیث گروہ کی تعریفات کی ہیں ان کو زبردستی اپنے اوپر منطبق کر لیا ہے۔

دیوبندی فرقہ

مولوی محمد اسحاق دہلوی جو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے نواسے اور جانشین تھے لیکن بڑی حد تک صلح کلی اور خاموش طبع عالم تھے۔ یہ اسماعیل دہلوی کے نئے عقائد سے متاثر تھے تو اسماعیل دہلوی کے عقائد پر ہونے والی لعن طعن سے خائف بھی تھے۔ اس خوف ورجا کے درمیان میں مولوی اسحاق دہلوی نے صلح کلی کا ثبوت دیتے ہوئے درمیانی راہ نکالی۔ وہ راہ یہ تھی کہ تقویۃ الایمان کتاب کے خیالات سے متاثر ہو کر دونوں فریقوں کو گول مول فتوے دیتے تھے جو باتیں تقویۃ الایمان میں کفر و شرک بتائی گئی ہیں، ان میں سے بعض کو ناجائز، بعض کو مکروہ وغیرہ کہہ دیا کرتے تھے، لیکن ان کی اس دوغلا پالیسی سے کوئی فریق بھی خوش نہ ہوا۔ اسماعیل دہلوی گروہ نے اس انداز کو بھی غنیمت سمجھا لیکن اہل سنت عقائد کے حامل حضرات نے ان کی مخالفت کی۔ وہ اپنی عزت بچاتے ہوئے مقدس سرزمین حجاز ہجرت کر گئے لیکن جانے سے پہلے اسماعیل دہلوی عقائد کے ٹولے کی قیادت ان کے سپرد تھی، اسحاق دہلوی اس ٹولہ کا نگران مولوی مملوک علی نانوتوی کو بنا گئے۔ مولوی مملوک علی نانوتوی وہابیوں کی نئی جماعت کے سرپرست مقرر ہوئے۔ اس کے تلامذہ میں قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، احسن نانوتوی، احمد علی سہارنپوری، فضل الرحمن دیوبندی، سمیع اللہ دہلوی مشہور شاگرد ہیں۔

اسحاق دہلوی کی اس صلح کلیت نے ایک طرف اسماعیل دہلوی کے عقائد اور غیر مقلدیت کو پروان چڑھایا تو دوسری طرف حنفی مقلد کا گروہ بن گیا۔ نتیجتاً دو گروہ بن گئے ایک غیر مقلد جسے وہابی کہا جاتا ہے اور دوسرا گروہ دیوبندی جو عقائد کے اعتبار سے وہابی ہیں اور تقلید کے اعتبار سے حنفی ہیں۔

ادھر مملوک علی نانوتوی کے شاگردوں میں قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی تھے جو دیوبندیوں کے امام ہیں۔ نانوتہ ضلع سہارن پور کے مولوی قاسم نانوتوی (المتوفی 1290ھ۔ 1879ء) بانی مدرسہ دیوبند نے مملوک علی نانوتوی سے تعلیم حاصل کی۔ فراغت کے بعد دیوبند میں ایک مدرسہ کو دارالعلوم بنانے کی تحریک چلی جو وہاں کے مقامی لوگوں نے قائم کیا تھا۔ یہ مدرسہ دیوبند کی ایک مسجد جس کا نام چھتہ کی مسجد ہے قائم ہوا تھا۔ جب مدرسہ جم گیا تو مولوی محمد قاسم دیوبند پہنچ گئے اور مدرسے کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اس مدرسے میں مولوی اسماعیل دہلوی اور عبدالوہاب نجدی کے عقائد کی تعلیم دینے لگے۔

ابھی ''تقویۃ الایمان'' کا فتنہ ختم نہیں ہوا تھا کہ قاسم نانوتوی نے ''تحذیر الناس'' لکھی جس میں لکھا: ''اگر بالفرض زمانہ نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں کچھ فرق نہیں آئیگا۔''
(تحذیر النّاس، صفحہ 34، دار الاشاعت، کراچی)

مطلب یہ کہ قاسم نانوتوی نے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو خاتم النبیین ماننے سے انکار کیا، اسی کو قادیانیوں نے دلیل بنایا اور کہہ دیا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد بھی کوئی نبی آسکتا ہے۔ جب قاسم نانوتوی کی یہ کتاب منظر عام پر آئی تو مسلمانوں میں مزید انتشار بھرپا ہو گیا اور ہندوستان کے تمام علماء (سوائے عبدالحئی) نے اس کی مخالفت کی۔ اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں: ''جس وقت مولانا (محمد قاسم نانوتوی) نے تحذیر الناس لکھی ہے۔ کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا کیساتھ موافقت نہیں کی، بجز مولانا عبدالحئی کے۔''
(الافاضات الیومیہ، جلد 5، صفحہ 296، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان)

بعد میں مولانا عبدالحئی بھی اس کے مخالف ہو گئے تھے۔ بہر حال قاسم نانوتوی پر کفر کے فتوے لگنا شروع ہو گئے چنانچہ اشرف علی تھانوی دیوبندی خود لکھتے ہیں: ''مولوی حبیب الرحمن صاحب نے فرمایا کہ منشی حمید الدین صاحب سنبھلی فرماتے تھے کہ حضرت نانوتوی ایک بزرگ سے ملنے کے لئے ریاست رامپور تشریف لے گئے۔ ساتھ مولانا احمد حسن صاحب اور منشی حمید الدین صاحب رحمہا اللہ تھے۔ ریل نہ تھی۔ مراد آباد سے اس طرح چلے کہ خود حضرت (قاسم نانوتوی) پا پیادہ تھے، منشی صاحب کی بندوق اپنے کندھے پر رکھ لی اور بجبر منشی حمید الدین کو سواری پر بٹھا دیا۔ جس نے پوچھا کہ کون ہیں فرما دیتے کہ منشی حمید الدین صاحب رئیس سنبھل ہیں۔ گویا اپنے کو ایک ملازم کی حیثیت سے ظاہر کیا۔ اس لئے تاکہ خفیہ پہنچیں۔ جب رامپور پہنچے تو ایک وارد و صادر کا نام اور پورا پتہ وغیرہ داخلہ شہر کے وقت لکھا جاتا تھا۔ حضرت (قاسم نانوتوی) نے اپنا نام خورشید حسن (تاریخی نام) بتایا اور لکھا دیا اور ایک نہایت ہی غیر معروف سرائے میں مقیم ہوئے۔ اس میں بھی ایک کمرہ چھت پر لیا۔ **یہ وہ زمانہ تھا کہ تحذیر الناس کے خلاف اہل بدعت میں ایک شور برپا تھا، مولانا کی تکفیریں تک ہو رہی تھیں۔** حضرت کی غرض اس اخفا سے یہی تھی کہ میرے علانیہ پہنچنے سے اس بارے میں جھگڑے اور بحثیں نہ کھڑی ہو جائیں۔''
(ارواحِ ثلاثہ، صفحہ 249، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

تھانوی صاحب کی اس عبارت سے پتہ چلا کہ قاسم نانوتوی کی اس عبارت پر امام احمد رضا خان سے پہلے کے علماء نے تکفیر کر دی تھی۔ مزید یہ دیکھیں تحذیر الناس کی وجہ سے قاسم نانوتوی کو سارا ہندوستان کافر کہہ رہا تھا اور تھانوی صاحب نے ان تکفیر کرنے والوں کو اہل بدعت کہہ دیا، گویا اس وقت نانوتوی صاحب اور ان کے پیروکار ہی سنی تھے باقی سارا ہندوستان بدعتی تھا معاذ اللہ (عزوجل)۔

ادھر مملوک علی نانوتوی کے دوسرے شاگرد مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی (المتوفی 1323ھ۔1905ء) نے اپنے وطن گنگوہ میں خانقاہ قائم کر لی اور پیری مریدی کا سلسلہ شروع کر دیا۔ دیوبندی اور وہابیوں کے امام اسماعیل دہلوی نے کہا تھا کہ اللہ عزوجل جھوٹ بول سکتا لیکن اس کے شاگردوں کی لڑی میں سے مولوی رشید احمد گنگوہی نے اپنے ایک مہر دستخطی فتویٰ میں اللہ جل شانہ کو کاذب بالفعل ٹھہرا دیا (یعنی اس بات کو تسلیم کیا کہ اللہ

عزوجل نے جھوٹ بولا ہے۔)ان کا یہ فتویٰ 1308ھ میں میرٹھ سے شائع ہوا۔ملک کے گوشے گوشے سے اس کارد ہوتارہا۔گنگوہی نے اس فتویٰ کانہ انکار کیانہ جواب دیا۔

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی(المتوفی 1345ھ۔1926ء)کی''براہین قاطعہ'' کتاب 1304ھ۔1887ء میں شائع ہوئی۔جس کی تصدیق رشید گنگوہی نے کی اور بعض علماء کی تحقیق کے مطابق یہ کتاب گنگوہی ہی کی ہے۔اس کتاب میں یہ کفر لکھاکہ شیطان وملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلادلیل محض قیاسِ فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصّہ ہے؟ شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کورد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ (براہین قاطعہ،صفحہ 51،مطبوعہ بلال ڈھور)

مطلب یہ کہ سرکار اعظم(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)کے علم پاک سے شیطان وملک الموت کے علم کو زیادہ بتایا گیا۔امام احمد رضاخان بریلوی سے پہلے مولانا غلام دستگیر قصوری(رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)نے مولوی خلیل انبیٹھوی اور دوسرے وہابیوں کو ریاست بہاولپور میں امکانِ کذب کے متعلق مناظرے میں شکست فاش دی اور ایسے منہ بند کیاکہ یہ رات کے اندھیرے میں وہاں سے بھاگ نکلے۔ (ضمیمہ اخبار نظام الملک،25اگست 1889ء)

اس مناظرے کے بعد حضرت مولانا مولوی مفتی غلام دستگیر قصوری(رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)نے براہینِ قاطعہ کے رد میں ایک رسالہ ''تقدیس الوکیل عن اہانۃ الرشید والخلیل'' تحریر فرمایا،جس میں رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی کی تکفیر کی اور علمائے حرمین شریفین نے اس کی تصدیق کی۔اس تحریر کے مصدقین میں دیوبندیوں کے پیر حاجی امداداللہ مہاجر مکی(رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)اور استاد مولانا رحمت اللہ کیرانوی مرحوم بھی شامل تھے۔

ابھی یہ سب فتنے ختم نہیں ہوئے تھے کہ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی(المتوفی 1362ھ۔1943ء)جسے تمام اہل دیوبند حکیم الامت کہتے اور چودھویں صدی کا مجدد مانتے ہیں اس کی کتاب''حفظ الایمان'' 1319ھ میں منظر عام پر آئی ، جس میں اشرف علی تھانوی نے حضور(علیہ السلام)کے علم کو جانوروں کے علم سے تشبیہ یا برابر ٹھہراتے ہوئے لکھا:''پھر یہ کہ آپ(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب؟اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)ہی کی کیا تخصیص ہے۔ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی(بچہ)مجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔''
(حفظ الایمان،صفحہ 8،کتب خانہ اشرفیہ راشد کمپنی،دیوبند)

جس وقت ہندوستان میں فرقہ واریت عام ہورہی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناموس پر حملے ہورہے تھے،اس وقت ایک شخصیت ہندوستان کے شہر بریلی میں پیدا ہوئی جن کا نام احمد رضاخان (14جون 1856ء– 28اکتوبر 1921ء) تھا۔احمد رضاخان ایک سنی حنفی عالم تھے جنھوں نے ساری زندگی اہل سنت کے عقائد ونظریات کا پرچار کیا،دیوبندی،وہابی اور شیعہ نظریات کا مدلل رد کیا اور فقہ حنفی کی بہترین خدمت کی۔

تعارف امام احمد رضاخان

ہندوستان میں جب شیعہ، وہابی، دیوبندی اور نیچری، قادیانی وغیرہ خود کو توحید پرست، قرآن و سنت کا پیکر ظاہر کرنے کی کوشش میں تھے اور اپنے عقائد کو قرآن و حدیث سے باطل استدلال کر کے ثابت کر رہے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم پر اعتراض کر رہے تھے، ختم نبوت کے معنی میں تحریف کر رہے تھے، مذہب اہل سنت کو بدلنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اس وقت امام احمد رضا خان نے ان کے باطل عقائد کا قرآن و حدیث اور عقائد اہل سنت سے ردّ فرمایا اور دین اسلام کی تجدید کی، جس کی وجہ سے ان کے متبعین کو بدمذہب "بریلوی" کہنا شروع ہو گئے۔ ورنہ بریلوی کوئی نیا دین نہ تھا۔ جس طرح حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی، قادری، چشتی، سہروردی، نقشبندی ایک نسبت ہے اور عقائد سب کے اہل سنت والے ہیں۔ اسی طرح بریلوی بھی ایک نسبت ہے جو برصغیر میں سُنّیت کی پہچان ہے۔ فتاوی فقیہ ملت میں ہے: "مذہب حق اہل سنت و جماعت کو ظاہر کرنے کے لئے ایسے لفظ کا ہونا ضروری ہے جو تمام بدمذہبوں سے ممتاز کر دے۔ اسی لئے ضرورت کے لحاظ سے ہر زمانہ میں مذہب حق کو امتیاز کے لئے الگ الگ الفاظ سے یاد کیا گیا ہے۔ جو اہل علم پر پوشیدہ نہیں مثلاً صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالی عنہم کے دور میں جب معتزلہ ظاہر ہوئے تو اُس وقت کے تمام صحابہ و تابعین جن میں حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت حسن بصری جیسے جلیل القدر صحابی و تابعی رضی اللہ تعالی عنہم بھی تھے، سب نے مل کر معتزلہ کے باطل عقائد کا رد کیا، لیکن حضرت ابو الحسن اشعری علیہ الرحمۃ والرضوان اور ان کے اصحاب نے بڑی سختی سے رد کرتے ہوئے ان کے خلاف کتابیں تحریر کیں، جس کی وجہ سے اہل سنت کو معتزلہ سے ممتاز کرنے کے لئے اشعری کہا گیا۔

اسی طرح موجودہ دور میں بھی اولیاء کرام و دیگر علمائے عظام نے بدعقیدہ فرقوں کا رد کیا اور مذہب اہل سنت کی خدمات انجام دی ہیں، لیکن امام احمد رضا محدث بریلوی نے بڑی سختی سے ان کا رد کیا اور ان کے باطل عقائد کے خلاف بے شمار کتابیں تصنیف فرما کر اولیاء کرام کے عقائد و نظریات کو عام کیا، اس لئے مذہب حق اہل سنت کو تمام باطل فرقوں، قادیانی، دیوبندی، وہابی اور مودودی وغیرہم سے ممتاز کرنے لئے "مسلکِ اعلیٰ حضرت" خاص و عام میں رائج ہوا، جسے عامۃ المسلمین نے پسند بھی کیا اور حدیث شریف میں ہے "مارأہ المسلمون حسنًا فھو عند اللہ حسن" یعنی جس کو عامۃ المسلمین اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالی کے نزدیک بھی اچھا ہے۔" (فتاوی فقیہ ملت، جلد 2، صفحہ 429، شبیر برادرز، لاہور)

مبلغِ اسلام حضرت علامہ سیّد محمد مدنی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "غور فرمائیے کہ فاضل بریلوی کسی نئے مذہب کے بانی نہ تھے، از اوّل تا آخر مقلد رہے، ان کی ہر تحریر کتاب و سنت اور اجماع و قیاس کی صحیح ترجمان رہی، نیز سلف صالحین وائمہ و مجتہدین کے ارشادات اور مسلکِ اسلاف کو واضح طور پر پیش کرتی رہی، وہ زندگی کے کسی گوشے میں ایک پل کے لئے بھی "سبیل مومنین صالحین" سے نہیں ہٹے۔ اب اگر ایسے کے ارشاداتِ حقانیہ اور توضیحات و تشریحات پر اعتماد کرنے والوں، انہیں سلفِ صالحین کی رَوش کے مطابق یقین کرنے والوں کو "بریلوی" کہہ دیا گیا تو کیا بریلویت و سنیت کو بالکل مترادف المعنی نہیں قرار دیا گیا؟ اور بریلویت کے وجود کا آغاز فاضل بریلوی کے وجود سے پہلے ہی تسلیم نہیں کر لیا گیا؟"

(سیّد محمد مدنی، شیخ الاسلام، تقدیم، دور حاضر میں بریلوی، اہل سنت کا علامتی نشان، صفحہ 10،11، مکتبہ حبیبیہ، لاہور)

امام احمد رضا خان کے پڑپوتے حضرت علامہ مولانا مفتی اختر رضا خاں الازہری رحمۃ اللہ علیہ سے ایک انٹرویو کے دوران جب سوال کیا گیا کہ پاکستان میں بعض لوگ اپنے آپ کو بریلوی کہتے ہیں اور بعض اپنے آپ کو دیوبندی، کیا یہ اچھی بات ہے؟ اس کے جواب میں حضرت ارشاد فرماتے ہیں: "

بریلوی کوئی مسلک نہیں۔ ہم مسلمان ہیں، اہلسنت وجماعت ہیں۔ ہمارا مسلک یہ ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی مانتے ہیں، حضور کے اصحاب کا ادب کرتے ہیں، حضور کے اہلبیت سے محبت کرتے ہیں، حضور کی امت کے اولیاء اللہ سے عقیدت رکھتے ہیں، فقہ میں امامِ اعظم ابو حنیفہ کے مقلد ہیں۔ ہم اپنے آپ کو بریلوی نہیں کہتے، ہمارے مخالف ہمیں بریلوی کہتے ہیں۔'' (ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور، صفحہ 14، فروری 1988ء)

خود مخالفین بھی اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں کہ بریلوی کوئی نیا فرقہ نہ تھا بلکہ یہ اہل سنت ہی تھے۔ مشہور مؤرخ سلیمان ندوی جن کا میلان طبع اہل حدیث کی طرف تھا لکھتے ہیں: ''تیسرا فریق وہ تھا جو شدّت کے ساتھ اپنی روش پر قائم رہا اور اپنے آپ کو اہل السنۃ کہتا رہا، اس گروہ کے پیشوا زیادہ تر بریلی اور بدایوں کے علماء تھے۔'' (حیات شبلی، صفحہ 46، بحوالہ تقریب تذکرہ اکابر اہل سنت، صفحہ 22)

ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی اہل حدیث لکھتے ہیں: ''یہ جماعت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کی مدعی ہے۔ مگر دیوبندی مقلدین (اور یہ بھی بجائے خود ایک جدید اصطلاح ہے) یعنی تعلیم یافتگانِ مدرسہ دیوبند اور ان کے اتباع انہیں بریلوی کہتے ہیں۔''
(تراجم علمائے حدیث ہند، صفحہ 376، مطبوعہ سبحانی اکیڈمی، لاہور)

مشہور رائٹر شیخ محمد اکرام لکھتے ہیں: ''انہوں (یعنی امام احمد رضا بریلوی) نے نہایت شدت سے قدیم حنفی طریقوں کی حمایت کی۔''
(موج کوثر، صفحہ 70، طبع ہفتم، 1966ء)

غیر مقلد ایک اور عالم مولوی ثناء اللہ امر تسری کہتا ہے: ''امر تسر میں مسلم آبادی، غیر مسلم آبادی (ہندوؤں سکھ وغیرہ) کے مساوی ہے۔ اسّی سال قبل قریباً سب مسلمان اسی خیال کے تھے جن کو آج کل بریلوی حنفی کہا جاتا ہے۔'' (شمع توحید، صفحہ 40، مطبوعہ سرگودھا)

امام احمد رضا خان کی فقہ حنفی میں خدمات کو خود دیوبندیوں نے تسلیم کیا ہے چنانچہ دیوبندی مولوی محمد یوسف بنوری آف کراچی کے والد زکریا شاہ بنوری دیوبندی نے کہا اگر اللہ تعالیٰ ہندوستان میں (مولانا) احمد رضا بریلوی کو پیدا نہ فرماتا تو ہندوستان میں حنفیت ختم ہو جاتی۔
(بحوالہ سفید وسیاہ، صفحہ 116)

امام احمد رضا خان نے جب قادیانیوں، شیعوں اور دیوبندی، وہابیوں کی تحریروں کو دیکھا تو ایک عالم ہونے کے حیثیت سے اپنا کردار ادا کیا اور ان کفریات وگمراہیوں کا قرآن وحدیث کی روشنی میں رد کیا۔ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ''جب کوئی گمراہ بددین رافضی ہو یا مرزائی، وہابی ہو یا دیوبندی وغیر ہم ''خذلھم اللہ تعالیٰ اجمعین'' (اللہ تعالیٰ ان کو ذلیل وخوار کرے۔) مسلمانوں کو بہکائے فتنہ وفساد پیدا کرے تو اس کا دفع اور قلوب مسلمین سے شبہات شیاطین کا رفع فرض اعظم ہے جو اس سے روکتا ہے ﴿يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا﴾ میں داخل ہے کہ اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی چاہتے ہیں۔ اور خلافت کمیٹی کا حیلہ اللہ کے فرض کو باطل نہیں کرتا نہ شیطان کے مکر کو دفع کرنے سے روکنا شیطان کے سوا کسی کا کام ہو سکتا ہے۔ جو ایسا کہتے ہیں اللہ عزوجل اور شریعت مطہرہ پر افتراء کرتے ہیں مستحق عذاب نار وغضب جبار ہوتے ہیں۔ ادھر ہندو سے وداد واتحاد منایا، ادھر روافض ومرزائیہ وغیر ہم ملاعنہ کا سد فتنہ ناجائز ٹھہرایا، غرض یہ ہے کہ ہر طرف سے ہر طرح سے اسلام کو بے چھری حلال کر دیں اور خود مسلمان بلکہ لیڈر بنے رہیں ﴿وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ اور اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو راہ نہیں دکھاتا۔

مسلمانوں پر فرض ہے کہ ایسے گمراہوں، گمراہ گرو، بے دینوں کی بات پر کان نہ رکھیں، ان پر فرض ہے کہ روافض و مرزائیہ اور خود ان بے دینوں یا جس کا فتنہ اٹھتا دیکھیں سد باب کریں، وعظ علماء کی ضرورت ہو وعظ کہلوائیں، اشاعت رسائل کی حاجت ہو اشاعت کرائیں، حسب استطاعت اس فرض عظیم میں روپیہ صرف کرنا مسلمانوں پر فرض ہے حدیث میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''لما ظهرت الفتن اوقال البدع فليظهر العالم علمه ومن لم يفعل ذلك فعليه لعنة الله والملئكة والناس اجمعين لايقبل الله منه صرفا ولاعدلا''

ترجمہ: جب فتنے و فساد یا بد مذہبیاں ظاہر ہوں تو عالم اپنا علم ظاہر کرے اور جس نے ایسا نہ کیا تو اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ اللہ اس کا فرض قبول کرے نہ نفل۔

جب بد مذہبوں کے دفع نہ کرنے والے پر لعنتیں ہیں تو جو خبیث ان کے دفع کرنے سے روکے اس پر کس قدر اشد غضب ولعنت اکبر ہو گی ﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ﴾ اور ظالم جلدی جان لیں گے کہ وہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔''

(فتاوی رضویہ، جلد 21، صفحہ 256، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

دیوبندیوں کے چار مولویوں (قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل انبیٹھوی، اشرف علی تھانوی) نے جو اپنی کتب میں کفریات لکھے تھے ان کفریات کی ابتداء 1290ھ سے ہوئی۔ امام احمد رضا خان نے ایک عرصہ ان دیوبندیوں بالخصوص اشرف علی تھانوی کو چیلنج کیا کہ ان عبارتوں کا صحیح ہونا قرآن و حدیث سے ثابت کرو۔ 30 سال آپ انہیں خوف خدا یاد کرواتے رہے، خط لکھتے رہے، مناظرے کی دعوت دیتے رہے۔ اس دوران علمائے اہل سنت کے کئی مناظرے ہوئے لیکن بجائے رجوع کے، ان کفریہ عبارتوں کو عین ایمان کہا جاتا رہا اور اس کی باطل تاویلیں کی جاتی رہیں۔ بالآخر 1320ھ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا غلام احمد قادیانی اور دیوبندیوں کے چار مولوی (قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل انبیٹھوی اور اشرف علی تھانوی) کی کفریہ عبارات پر تکفیر کی۔ ایک کتاب ''حسام الحرمین'' لکھی جس میں ان کفریات پر جاری ہونے والے شرعی احکام اور اس پر مکہ و مدینہ کے مفتیان کرام سے تصدیقات لیں۔ مکہ و مدینہ کے اس وقت کے مفتیان کرام نے مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ ساتھ دیوبندیوں کے چار بڑے مولویوں کو بھی کافر قرار دیا اور لکھا کہ جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

ان چار مولویوں کی کفریہ عبارتوں کی وجہ سے ہندوستان میں ایک نیا فرقہ ''دیوبند'' بن گیا جس کا اہل سنت سے اختلاف اب تک چلا آرہا ہے۔ دیوبندی مولوی آج بھی کہتے ہیں کہ ہمارے بڑوں نے جو یہ عبارتیں لکھی ہیں یہ کفریہ نہیں ہیں جبکہ اہل سنت کہتے ہیں کہ یہ عبارتیں کفریہ ہیں اور واضح حضور علیہ السلام کی شان میں گستاخی ہیں جن کا قائل کافر ہے۔ یہ اختلاف اب تک باقی ہے۔

یہ تو ثابت ہو گیا کہ ہندوستان میں فرقہ واریت کی بنیاد اسماعیل دہلوی نے رکھی جو وہابی اور دیوبندی فرقے کا امام ہے۔ دیوبندی وہابیوں کے وہی عقائد ہے جو اسماعیل دہلوی کے تھے بلکہ دیوبندیوں کے چار مولویوں کی عبارات کو کفریہ ہیں جس پر حرمین شریفین کے مفتیان کرام نے کفر کا فتوی لگایا ہے۔

موجودہ فرقوں کی اصل

آج جتنی بھی دیوبندی اور وہابیوں کی تحریکیں ہیں وہ سب اسماعیل دہلوی ہی کے عقائد پر ہیں جیسے الدعوہ والارشاد، لشکرِ طیبہ، جمعیت اہل حدیث، تحریک اہل حدیث، اہل حدیث یوتھ فورس، سلفی تحریک، غرباء اہل حدیث، جماعت اسلامی، تبلیغی جماعت، داعش وغیرہ سب وہابی خارجی نظریات کے حامل ہیں۔

دیوبندیوں کے کئی بڑے مولویوں نے ابن عبدالوہاب نجدی خارجی کی تعریفات کی ہیں اور جب سعودیہ میں تیل ایجاد ہوا اور پیسوں کی ریل پیل ہوئی تو دیوبندی ابن عبدالوہاب نجدی خارجی کے قصیدے پڑھنا شروع ہو گئے۔ دیوبندیوں کا بہت بڑا پیشوا رشید احمد گنگوہی کہتا ہے: ''عقائد میں سب متحد ہیں مقلد اور غیر مقلد البتہ اعمال میں مختلف ہوتے ہیں۔''

پھر ایک جگہ ابن عبدالوہاب نجدی اور ان کے پیروکاروں کے متعلق لکھتے ہیں: ''محمد بن عبدالوہاب کے عقائد عمدہ تھے وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں۔'' (فتاوی رشیدیہ، مسائل مشورہ، صفحہ 235، قرآن محل، کراچی)

دارالعلوم دیوبند کراچی کے ایک فتوے میں مذکور ہے: ''محمد ابن عبدالوہاب نجدی ایک بہت بڑے عالم تھے توحید و سنت کے پھیلانے اور شرک مٹانے میں انہوں نے بہت محنت کی ہے۔۔۔'' یہ فتویٰ بھی کراچی کے الفتح 28 مئی 4 جون 1976ء صفحہ 21 میں شائع ہوا۔

ان دیوبندیوں کی اپنی تحریروں سے بھی ثابت ہوا کہ ان کے عقائد بھی ابن عبدالوہاب نجدی اور اسماعیل دہلوی والے ہیں۔ وہابیوں کی طرح دیوبندی بھی شرک و بدعت کے بلاوجہ فتوے لگاتے رہتے ہیں اور اس وقت جتنی بھی دہشت گردی خارجی تنظیمیں ہیں، ان سب کا تعلق انہی دونوں جماعتوں کے ساتھ ہے جیسا کہ ہر ذی شعور اس سے بخوبی واقف ہے۔

منکرین حدیث چکڑالوی فرقہ

اس وقت ہندوستان پاکستان میں جتنے فرقے ہیں ان میں تقریباً تمام فرقے انہیں دیوبندی وہابی فرقوں سے نکلے ہیں جیسے منکرین حدیث چکڑالوی فرقہ اسی سے نکلا ہے۔ یہ فرقہ ائمہ مجتہدین اور فقہائے کرام درکنار، خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی سے منکر ہے اور تمام احادیث نبویہ کو صراحتاً باطل اور ناقابل عمل بتاتا ہے اور صرف قرآن عظیم کی پیروی کا دعوی کرتا ہے۔ یہ پہلے وہابی تھا پھر ایسا جھوٹا توحید پرست بنا کر حدیث کو بھی شرک قرار دے دیا چنانچہ آئینہ پرویزیت میں وہابی مولوی عبدالرحمن کیلانی لکھتا ہے: ''عبداللہ چکڑالوی: آپ ضلع گورداسپور کے موضع چکڑالہ میں پیدا ہوئے اور اس نسبت سے چکڑالوی کہلاتے ہیں۔ آپ ایک الگ فرقہ مسمی اہل القرآن کے بانی ہیں۔ آپ کا تبلیغی مرکز لاہور تھا۔ آپ پہلے اہل حدیث اور متبع سنت تھے۔ بعد میں حجیت حدیث سے صرف انکار ہی نہیں کیا بلکہ اسے شرک فی الکتاب قرار دینے لگے۔ وہ کہتے ہیں: پس کتاب اللہ کے ساتھ شرک کرنے سے یہ مراد ہے کہ جس طرح کتاب اللہ کے احکام کو مانا جاتا ہے اسی طرح کسی اور کتاب یا شخص کے قول یا فعل کو دین اسلام میں مانا جائے خواہ فرضاً جملہ رسل و انبیاء کا قول یا فعل ہی کیوں نہ ہو، شرک موجب عذاب ہے۔۔ افسوس شرک فی الحکم میں آج کل اکثر لوگ مبتلا ہیں۔ ترجمۃ القرآن، صفحہ 98۔''

(آئینہ پرویزیت، صفحہ 119، مکتبۃ السلام، لاہور)

جاوید غامدی

موجودہ دور کا فتنہ جاوید غامدی جو کہ منکرین حدیث ہے یہ بھی حقیقت میں نجدی خارجی ہے۔ یہ بدبخت قادیانیوں کا اس وجہ سے کافر و مرتد نہیں مانتا کہ ''مجھے کسی کو کافر کہنے کا اختیار نہیں جبکہ قادیانی خود کو مسلمان کہتے ہیں ''، لیکن اپنی ایک ویڈیو میں اس نے برملا وہابیوں کی طرح کہا ہے کہ یا علی کہنا شرک ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی پہلے کس فرقہ سے تعلق رکھتا تھا؟

مرزا غلام احمد مرتد ہونے سے قبل وہابی نظریات رکھتا تھا۔ عبد اللہ چکڑالوی کا وہابی مولوی محمد حسین بٹالوی کے ساتھ مباحثہ ہوا اس مباحثہ میں فیصلہ مرزا قادیانی نے کیا اور اس طرح اعلان کیا کہ یاد رکھیں کہ ہماری جماعت بہ نسبت عبد اللہ کے اہل حدیث سے اقرب (زیادہ قریب) ہے اور عبد اللہ چکڑالوی کے بے ہودہ خیالات سے ہمیں کچھ بھی مناسبت نہیں۔ (مجدد اعظم، جلد 3، صفحہ 93)

پتہ چلا کہ مرزا قادیانی ارتداد سے پہلے فرقہ وہابیہ کے ساتھ ہی عقائد و نظریات و اعمال ہم آہنگی رکھتا تھا اور پھر اسی چور دروازہ سے نکل کر نبوت و رسالت و مسیحیت و مہدویت وغیرہ بے شمار جھوٹے دعوے کیے اور ایک خلق کثیر کو مرتد کیا۔

خلاصہ بحث

آج اس وقت پوری دنیا میں مسلمان جو بدنام ہیں وہ انہی خارجیوں کی وجہ سے بدنام ہیں کہ یہ جہاد کے نام پر مسلمانوں ہی کا قتل عام کرتے ہیں اور یہ خارجی نکلتے رہیں گے، حال ہی میں پاکستان ی فوج نے ان خارجیوں کا خاتمہ کیا ہے لیکن جب تک ان کے عقائد کو ختم نہیں کیا جائے گا نہ ایسے گمراہ لوگ ختم ہوں گے اور نہ ہی فرقہ واریت ختم ہوگی۔ حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے متعلق فرمایا ہے کہ یہ ہمیشہ نکلتے رہیں گے حتی کہ ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا چنانچہ نسائی کی حدیث میں ہے: آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ كَأَنَّ هَذَا مِنْهُمْ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، سِيمَاهُمُ التَّحْلِيقُ، لَا يَزَالُونَ يَخْرُجُونَ حَتَّى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ مَعَ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ، وَالْخَلِيقَةِ''

ترجمہ: پھر فرمایا آخری زمانے میں ایک قوم نکلے گی، یہ بھی ان میں سے ہے، جو قرآن بہت پڑھیں گے جو ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا، اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے، ان کی علامت سر منڈانا ہے، یہ نکلتے ہی رہیں گے حتی کہ انکا آخری گروہ مسیح دجال کے ساتھ نکلے گا، تو جب تم ان سے ملو تو جان لو کہ یہ بدترین مخلوق ہے۔ (سنن نسائی، کتاب تحریم الدم، جلد 7، صفحہ 119، مکتب المطبوعات الإسلامية، حلب)

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمادیا کہ یہ ہر دور میں نکلتے رہیں گے تو یقینی بات ہے کہ موجودہ دور میں بھی یہ ہوں گے۔ اب ظاہری بات ہے جتنے بھی فرقے ہیں ان کے عقائد و اعمال دیکھیں جائیں گے۔ سوائے دیوبندی وہابیوں کے کوئی بھی ایسا فرقہ نہیں ملے گا جس کی عادت و اطوار

خارجیوں جیسے نہ ہوں، وہی بات بات پر شرک کے فتوے، وہی جہاد کی غلط تعریف، پکڑے جانے والے دہشت گرد واضح طور پر اپنا تعلق انہی دو فرقوں سے منسوب کرتے ہیں۔

اس تمام گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ حدیث پاک میں 73 فرقوں میں سے ایک جنتی ہونے کا فرمایا گیا ہے اور پھر دیگر احادیث میں اس جنتی گروہ کی نشانیاں بھی بیان کی گئی ہیں، جو صرف اور صرف اہل سنت و جماعت میں پائی جاتی ہیں، اس لیے مسلمانوں پر لازم ہے اس پُر فتن دور میں اہل سنت کے ساتھ وابستہ رہیں اور دیگر فرقوں سے دور رہیں۔ اس طریقہ پر عمل پیرا ہونے سے فرقہ واریت ختم ہو گی۔

یاد رہے کہ اہل سنت کو بھی دوسرے گمراہ فرقوں میں سے ایک فرقہ قرار دینا اور جو شخص خود کو سنی کہے، اسے شدت پسند یا فرقہ واریت پھیلانے والا کہنا جہالت اور ناجائز و حرام ہے۔ یونہی تمام فرقوں کو ہی حق سمجھنا حماقت و گمراہی ہے۔ دین اسلام پیار و محبت کا درس دیتا ہے لیکن بدمذہبوں سے نفرت کا حکم دیا گیا ہے۔ تاریخ بغداد میں حضرت خطیب بغدادی ابو بکر احمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 463ھ) حدیث پاک روایت کرتے ہیں ”عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من أعرض عن صاحب بدعة بغضا لہ فی اللہ، ملأ اللہ قلبہ أمنا وإیمانا، ومن انتھر بصاحب بدعة أمنہ اللہ یوم الفزع الأکبر، ومن أھان صاحب بدعة رفعہ اللہ فی الجنة مائة درجة، ومن سلم علی صاحب بدعة، أو لقیہ بالبشر أو استقبلہ بما یسرہ، فقد استخف بما أنزل اللہ علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم“

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ عزوجل کے لئے گمراہ شخص سے بغض رکھے اللہ عزوجل اس کے دل کو امن و ایمان سے بھر دے گا۔ جو گمراہ کو ڈانٹے اللہ عزوجل قیامت والے دن اسے امن عطا فرمائے گا۔ جو گمراہ شخص کی بے عزتی کرے، اللہ عزوجل جنت میں اس کے سو درجے بلند فرمائے گا۔ جو گمراہ شخص کو سلام کرے یا اس سے مسکراتے ہوئے ملے یا اس کا استقبال کرے کہ وہ خوش ہو تو اس نے محمد پر نازل کردہ کی تحقیر کی۔

(تاریخ بغداد، باب العین، عبدالرحمن بن نافع أبو زیاد المخرمی۔۔۔، جلد 11، صفحہ 545، دار الغرب الإسلامی، بیروت)